خزانے کا بھوت

ملک جی
WWW.URDUFANZ.COM

دلگ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"مَیں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں۔"

"بہت خوب! یہ جان کر خوشی ہوئی۔"

"اب ہمیں عمل کرنا ہے۔ اس کے لیے مَیں نے ایک انوکھا طریقہ سوچا ہے۔"

"آپ جو کہیں گے، مَیں کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"شکریہ۔ رستم۔ تم بہت اچھے ہو۔ تم نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا۔ اس کام کے سلسلے میں بھی تم نے میری بہت مدد کی۔ تم جانتے ہی ہو۔ ہمارا مقصد کیا ہے۔ اپنا مقصد حاصل کر کے ہمیں کس قدر خوشی ہو گی۔ ہو گی یا نہیں؟"

"جی ہاں! بالکل ہو گی۔"

"میں نے ہر طرح کے کاغذات بھی تیار کر لیے ہیں۔ نقشے کی ایک کاپی یہ ہے۔ تم رکھ لو۔ ایک کاپی میں اپنے پاس رکھوں گا۔ تمھیں بہت ہوشیاری سے

اپنا کام کرنا ہے — تم پر انھیں ذرا بھی شک نہ ہونے پائے — وہ تینوں بہت چالاک ہیں، اڑتی چڑیا کے پَر گن لیتے ہیں۔"

"میں آپ کے ساتھ رہ کر بہت کچھ سیکھ گیا ہوں، آپ فکر نہ کریں۔"

"اور ہاں! میرے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہ بتانا۔"

"آپ فکر نہ کریں — مطلب یہ کہ میں سیدھا ان کے پاس جاؤں۔"

"ہاں! ہمیں یہ تیر انھی کے کندھے پر رکھ کر چلانا ہے — اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں، ایک بار وہ جس کام کے پیچھے پڑ جائیں — اسے پورا کیے بغیر دم نہیں لیتے — اس سلسلے میں بھی یہی ہوگا — اور ہم دُور رہ کر اپنا مقصد پا لیں گے۔"

"آپ کی امیدیں ضرور پوری ہوں گی — آخر آپ نے اس کام میں دس سال لگائے ہیں — پورے دس سال — اور یہ کوئی کم مدت نہیں۔"

"ہاں — دس سال — اُف۔"

"اچھا تو پھر اب میں اجازت چاہوں گا — کیا آپ یہیں رہیں گے؟"

"یہ ضروری نہیں — لیکن تم مجھ سے ملنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا — ضرورت ہوئی تو میں خود تم سے مل لوں گا۔"

"جی بہتر!"

دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی — اس کے ٹھیک تین منٹ بعد مکان میں آواز گونجی:

"اُف مالک — یہ — یہ اور کون چلا آ رہا ہے — اوہو — یہ — یہ تو — وہ ہے — جس کے لیے — مم — مجھے کچھ کرنا چاہیے۔"

دروازے کی گھنٹی بجی — تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"مجھے اس گھنٹی سے کیس کی بُو آ رہی ہے۔" فاروق نے کہا —

"حد ہو گئی — اب گھنٹیوں سے بھی کیسوں کی بُو آنے لگی۔" محمود جھلّا کر بولا۔

"آنے کو اس دُنیا میں کیا نہیں آ سکتا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"دھت تیرے کی — اب اپنے تکیہ کلام کو بھی الٹ پلٹ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کر دیا ۔ ہمارا تکیہ کلام یہ ہے کہ ہونے کو اس دُنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"بہت سی باتیں نہیں ہو سکتیں ۔ مثلاً سورج مغرب سے نہیں نکل سکتا۔"

اسی وقت گھنٹی پھر بجی :

"اوہ ! اس کو تو ہم بھول ہی گئے۔"

"کون کہتا ہے ۔ سورج مغرب سے نہیں نکل سکتا۔"

بیگم جمشید نے باورچی خانے سے ٹہنک لگائی ۔

"مم ۔ میں کہتا ہوں ۔ کیا آپ کے خیال میں نکل سکتا ہے؟" فاروق بولا۔

"ہاں ! قیامت کے نزدیک ایسا ہو گا۔"

"اوہو ۔ وہ اور بات ہے۔"

"اچھا ، تم پہلے دروازہ کھولو ۔ کوئی بے چارہ باہر کھڑا سوکھ رہا ہے ، دروازہ کھلنے کے انتظار میں۔" بیگم جمشید نے تلملا کر کہا ۔

محمود اُٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف گیا ۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا ۔ باہر ایک سیدھا سادا سا آدمی کھڑا تھا ۔ اس کا قد لمبا تھا ، دبلا پتلا آدمی تھا ۔

"جی فرمائیے۔"

"مجھے محمود ، فاروق اور فرزانہ صاحبان سے ملنا ہے۔"

"ان میں سے ایک سے تو آپ مل رہے ہیں ، یعنی محمود سے۔"

"اوہ ! بہت بہت شکریہ۔"

"اس میں شکریے کی کیا بات ہے۔"

"شکریے کی بات ہو نہ ہو ۔ شکریہ تو ادا کیا ہی جا سکتا ہے۔"

"خیر کر لیں ، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" محمود نے مسکرا کر کہا ۔

"کیا آپ مجھے اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"آپ دراصل کسی چکر میں آئے ہیں ۔ اس لیے سوچ رہا ہوں ۔ اجازت دوں یا نہ دوں۔"

"میں ایک ضرورت مند ہوں ۔ اب آپ سوچ لیں۔"

"خیر آئیے۔" محمود نے کہا اور اسے ڈرائنگ روم میں لے آیا ۔ فاروق اور فرزانہ نے اسے ڈرائنگ روم کی طرف جاتے دیکھا ، لیکن دونوں نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی ۔

"فرمائیے۔" محمود نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنی بہن اور بھائی کو بھی بلا لیں۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"اچھی بات ہے"۔ محمود بولا، پھر اس نے بلند آواز منہ سے نکالی:

"تم دونوں بھی آ جاؤ بھئی — یہ ہم تینوں سے کوئی بات کہنا چاہتے ہیں"۔

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے"۔ وہ مسکرایا۔

فاروق اور فرزانہ بھی وہاں آ گئے — ان کی سوالیہ نظریں اجنبی پر جم گئیں —

"میرا نام رستم علی ہے"۔

"لیکن آپ جسم کے لحاظ سے تو رستم لگتے نہیں"۔ فاروق نے کہا —

"کک — کیا یہ ضروری ہے؟"

"خیر اتنا ضروری بھی نہیں — آپ بات جاری رکھیے"۔ محمود نے جلدی سے کہا، ساتھ میں اس نے فاروق کو گھورا بھی —

"کھا لو مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں"۔ فاروق جل گیا۔

"تم اتنے نرم بھی نہیں ہو"۔

"کیا — آپس میں لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"ارے نہیں — یہ ہمارا روز کا معمول ہے — ہاں تو آپ کیا کہہ رہے تھے"۔

"میری چار بیٹیاں ہیں — چاروں جوان ہیں، مجھے ان کی شادیاں کرنی ہیں، لیکن میرے پاس — کچھ بھی نہیں — میں مزدوری کرتا ہوں — مزدوری سے صرف دو وقت کی روٹی مشکل سے چلتی ہے"۔

"اوہو اچھا — آپ فکر نہ کریں — آپ کے مسائل حل ہو جائیں گے — ہم لوگ بھی آپ کے لیے بہت کچھ کریں گے اور پھر، ہمارے دو انکل ہیں — ہم انھیں بھی آپ کی مدد کے لیے کہیں گے، لیکن شرط ایک ہے اور وہ یہ کہ آپ کی کہانی جھوٹی ثابت نہ ہو"۔

"آپ لوگ میرا مطلب غلط سمجھے ہیں"۔ وہ مسکرایا۔

"تو کیا بات کچھ اور ہے؟" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"جی ہاں! آپ پہلے سن لیں"۔

"اچھا ٹھیک ہے — سنائیں"۔

"اس شہر میں ایک مکان ہے، اس مکان کے ایک کمرے کے فرش کے نیچے ایک خزانہ دفن ہے — خزانے کی پوری ایک دیگ"۔

"کیا مطلب؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! میں خزانے کی وہ دیگ حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس مکان میں تیرہ افراد رہتے ہیں — آخر میں انھیں وہاں

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

سے کس طرح ہٹاؤں ۔ تاکہ وہ خزانہ نکال سکوں ۔ بس آپ مجھے یہ ترکیب بتا دیں۔"

"آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی؟" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"بس معلوم ہو گئی کسی طرح۔"

"سُنیے بھائی ۔ کوئی آپ کو چکر دینے کی کوشش میں ہے ۔ آپ کی بچیوں کی شادی کی ذمے داری ہم لیتے ہیں اور اس شخص کے بارے میں سچ سچ بتا دیں جس نے یہ سب کچھ آپ کو بتایا ہے۔"

"مم ۔ میں ۔ میں کیا کروں؟" رستم علی نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اصل بات بتا دینے میں آپ کا فائدہ ہے ۔ ہو سکتا ہے، جس شخص نے آپ کو یہ بات بتائی ہے، وہ کوئی دھوکے باز ہو ۔ کوئی فریبی ہو اور آپ کے ذریعے کوئی چکر چلانا چاہتا ہو ۔ یا پھر اپنا کوئی مطلب نکالنا چاہتا ہو ۔ ورنہ جس خزانے کی دیگ کا پتا اس نے آپ کو بتایا ہے ۔ وہ خود حاصل نہیں کر سکتا۔"

"اس کا کہنا ہے ۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آ سکتا ۔ دوسری بات اس نے یہ بتائی ہے کہ میں آپ کے ذریعے

ترکیب معلوم کروں۔"

"اوہ! تو یہ بات بھی اس نے کہی ہے۔" محمود حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! اور میں آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں، لہٰذا بتانے والے کی نیّت پر شک نہیں کیا جا سکتا ۔ میں پڑھا لکھا آدمی ہوں، اَن پڑھ نہیں ہوں۔"

"ہوں! اس چکر کو تو دیکھنا پڑے گا۔"

"جی ۔ چکر ۔ لیکن میرا خیال ہے، اس چکر میں کوئی چکر نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"یہ آپ کا خیال ہے ۔ ہمارا نہیں ۔ ذرا سوچیں ۔ اس نے خود خزانہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"پہلے آپ اس کی کہانی سن لیں۔"

"اچھا، ٹھیک ہے ۔ سنائیں کہانی۔"

رستم علی نے مغل شہزادے کی ساری کہانی سُنا دی ۔ سن کر وہ چند سیکنڈ تک سوچ میں گم رہے، پھر فرزانہ نے کہا:

"اگر یہ بات ہے تو پھر وہ خود ہمارے پاس کیوں نہیں آیا؟"

"مم ۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

"آپ کا مسئلہ خزانہ حاصل کرنے کا ہے یا بچیوں کی شادی کا؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"اب — بچیوں کا — خزانہ لے کر میں کیا کروں گا — چار بچیوں کی شادیاں کرنے کے بعد میں اکیلا رہ جاؤں گا، اس وقت صبر شکر سے محنت مزدوری کر کے باقی زندگی گزارنا میرے لیے بہت آسان ہو جائے گا جب کہ اس وقت حد درجے مشکل ہے۔"

"سب سے پہلے تو آپ ہمیں اس مکان تک لے چلیں جہاں مغل شہزادے نے آپ سے بات کی ہے — ارے ہاں، آپ کی اس سے ملاقات کس طرح ہوئی؟"

"خط لکھ کر بلایا تھا اس نے۔"

"ٹھیک ہے — کیا آپ ہمیں وہاں لے چلنے پر رضا مند ہیں؟" محمود بولا۔

"دیکھ لیں — کہیں کام خراب نہ ہو جائے۔"

"کام کیا خراب ہو گا، آپ کا مسئلہ حل کرنے کی ذمے داری ہم لے چکے ہیں اور اللہ نے چاہا تو حل کریں گے۔"

"تب پھر چلیے — مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

وہ اسے ساتھ لے کر اسی وقت روانہ ہو گئے — ان کے والد ابھی دفتر سے نہیں لوٹے تھے — مکان کے سامنے

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

اترے تو دروازے پر تالا لگا نظر آیا اور کرائے کے لیے خالی کی تختی لگی تھی — انھوں نے ساتھ والے مکان کے دروازے پر دستک دی — ایک بوڑھا آدمی باہر نکلا — اس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا:

"یہ آپ کے پڑوسی کہاں گئے؟"

"مکان چھوڑ کر جا چکے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"انھوں نے چند دن پہلے یہ مکان کرائے پر لیا تھا، لیکن آج چابی دے کر چلے گئے اور چند دن کا کرایہ دے گئے۔"

"کیا کہہ رہے تھے؟"

"کہہ رہے تھے — ایک اور اس سے بہت بہتر مکان مل گیا ہے۔"

"تو کیا یہ مکان آپ کا ہے؟" محمود نے پوچھا۔

"ہاں جناب! میرے بڑھاپے کا سہارا۔" اس نے سرد آہ بھری۔

"کیوں، آپ کا کوئی بیٹا نہیں ہے؟"

"میرے تین بیٹے ہیں — تینوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہیں رہتا — یا مجھے ساتھ نہیں رکھتا — نہ کچھ خرچ دیتے ہیں — بس یہ مکان میں نے اپنے نام رہنے دیا تھا، ورنہ

وہ تو اس کو بھی بیچ کر کھا گئے ہوتے۔"

"ہوں! آپ نے اچھا کیا۔ آپ ذرا اس مکان کی چابی دیں گے، ہم اس کو اندر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"کک۔ کیا آپ کا ارادہ مکان کرائے پر لینے کا ہے؟"

"ہاں! کم از کم ایک دو ماہ کے لیے تو لے ہی لیں گے، ویسے معلوم ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر خالی پڑا رہتا ہے۔"

"جی ہاں! چھوٹا ہے نا۔ پھر بھی سال میں چند ماہ کے لیے تو چڑھ ہی جاتا ہے۔"

انھوں نے چابی لے کر تالا کھولا۔ اور پھر وہیں رک گئے۔ ان کی آنکھوں میں بے تحاشہ اُلجھن تیر گئی۔ انھوں نے رستم علی کو گھور کر دیکھا، پھر پیچھے کھڑے بوڑھے کو۔ ان دونوں کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ ٹانگیں تھر تھر کانپ رہی تھیں اور یُوں لگتا تھا جیسے اب گرے کہ اب گرے۔ گھر کے صحن میں ایک لاش پڑی تھی۔

"اُف مالک! یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔" محمود بولا۔

"بس ہم وہی دیکھ رہے ہیں جو اکثر دیکھتے رہتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا اور بوڑھے کی طرف مڑی:

"کیا یہ وہی شخص ہے؟"

"ہاں بالکل۔ وہی۔ لیکن ابھی آدھ گھنٹا پہلے تو اس نے

مجھے کرایہ ادا کیا تھا۔ اور چابی مجھے دی تھی۔ اور میں نے تالا اپنے ہاتھ سے لگایا تھا، پھر یہ لاش اندر کس طرح آ گئی؟"

"اس کا مطلب ہے۔ آپ نے چابی دینے والے کو اچھی طرح نہیں دیکھا تھا۔ آپ کی شاید نظر بھی کمزور ہے۔"

"اوہ ہاں! یہ بات تو ہے۔"

"تب پھر۔ جس نے آپ کو چابی دی۔ وہ یہ کرایہ دار نہیں تھا۔ بلکہ اس کا قاتل تھا۔ اس نے پہلے اپنا کام کیا اور پھر دروازے کو تالا لگا کر چابی آپ کو دے دی۔"

"لل۔ لیکن۔ یہ سب کیا ہے؟"

"یہ تو اب دیکھنا پڑے گا۔ فاروق تم ذرا انکل اکرام کو فون کر آؤ۔"

"اچھا!" اس نے بھنّا کر کہا۔

فاروق جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ ٹھٹک کر رک گیا، اس کی نظریں دروازے کے پاس پڑی ایک چیز پر جم گئیں۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

دُوسرا مکان

وُہ مکان کے اندر صرف اس حد تک آگے آئے تھے کہ کوئی نِشان نہ ضائع ہو جائے۔ فارُوق جونہی مڑا۔ اسے ایک خنجر پڑا نظر آیا۔ گویا قاتل جاتے ہوئے آلۂ قتل بھی وہیں پھینک گیا تھا۔

" اگر وہ کوئی چالاک قاتل تھا تو پھر اس کی اُنگلیوں کے نِشانات خنجر کے دستے پر نہیں ہوں گے۔"

" یہ بعد کی باتیں ہیں، پہلے تو تم فون کر آؤ۔" محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

فارُوق باہر نکل گیا۔

" انکل اکرام کے آنے تک ہمیں باہر ہی ٹھہرنا چاہیے۔ معاملہ حد درجے پُراسرار لگتا ہے۔"

" بالکل ٹھیک۔ جونہی وُہ آئیں گے۔ یہ معاملہ ہم ان کے سپرد کر کے خود سرفراز خیالی کی طرف روانہ ہو جائیں گے،

یہی نام بتایا تھا نا بھئی آپ نے؟" محمود نے جلدی جلدی کہا اور رستم علی پر نظریں جما دیں۔

" جی ہاں!" اس نے کہا۔ اب اس نے خود پر کسی حد تک قابو پا لیا تھا۔ البتہ بوڑھے کی حالت خراب تھی، یہ بات محسوس کر کے فرزانہ نے کہا:

" آپ آرام کریں۔ آپ کو خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

" ضرورت کیوں نہیں جناب۔ پولیس تو اب مجھے ہی پریشان کرے گی۔" اس نے کانپتی آواز میں کہا۔

" نہیں کرے گی۔ اس لیے کہ ہمارا تعلق بھی پولیس سے ہے۔"

" ارے!" اس کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔

اسی وقت فاروق اندر داخل ہوا:

" انکل اکرام آ رہے ہیں۔"

" ہم دُور سے لاش کا جائزہ تو لے ہی سکتے ہیں۔ مسٹر رستم علی، آپ ان سے ملاقات کر کے کس وقت گئے تھے؟"

" دو گھنٹے ہو چلے ہیں۔"

" کیا آپ بالکل درست وقت بتا سکتے ہیں؟"

" جی۔ جی نہیں۔ بس قریب قریب دو گھنٹے پہلے۔" اس

WWW.URDUFANZ.COM

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

نے بتایا۔

"ہوں — اور بڑے میاں — آپ کو چابی کتنے بجے دی گئی؟"

"بجے کا تو مجھے نہیں معلوم جناب — میرے پاس گھڑی نہیں ہے — ہاں اس وقت ظہر کی اذان ہوئی تھی — اور ہماری اس مسجد میں ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے۔"

"شکریہ — گویا دو بجے سے کچھ دیر پہلے یہ واردات ہو چکی تھی۔"

"یہ بات ہی کہی جا سکتی ہے۔"

"اور آپ ان صاحب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"جی نہیں — مکان کرائے پر لینے آیا تھا — میں نے ایک ماہ کا کرایہ ایڈوانس لے لیا تھا اور چابی اسے دے دی تھی، اس دن کے بعد آج میں نے اسے پھر دیکھا تھا، لیکن آپ کا کہنا ہے کہ وہ یہ نہیں تھا — وہ تو اس کا قاتل تھا۔"

"ہاں! اس لیے کہ یہ تو اندر لاش کی صورت میں پڑا تھا — یہ خود آپ کو چابی کس طرح دے سکتا تھا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

"بیٹھے بٹھائے ایک عدد قتل کی واردات ہو گئی — ہے کوئی تُک۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑانے کے انداز

malikji @www. urdufanz.com 16-Jul-14

میں کہا —

"ہو گئے تم تو پریشان — بھئی لاشوں کا اور ہمارا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔"

"ایک تو ان چولی دامن کے ساتھوں نے مار لیا۔" فاروق جھلا کر بولا۔

آخر پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دیے اور پھر اکرام دروازے پر نمودار ہوا:

"آخر آپ لوگوں نے ایک قتل اور کرا ہی دیا۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"لیکن انکل! اس میں ہمارا کیا قصور۔"

تصاویر وغیرہ لینے کے بعد لاش کو سیدھا کیا گیا، کیونکہ ابھی تک وہ اوندھی پڑی تھی اور صاف دکھائی نہیں دیتی تھی — دوسرے ہی لمحے رستم علی زور سے اچھلا:

"ارے! یہ کیا؟"

"لاش ہی ہے بھئی — اور کچھ نہیں — یہ کاٹ کھانے کو بھی نہیں دوڑے گی — لیکن آپ کے چہرے پر حیرت کیوں برسنے لگی؟"

"حیرت نہ برسے تو اور کیا ہو — یہ وہ نہیں ہے۔" رستم علی نے تیز آواز میں کہا۔

"کیا کہا — یہ وہ نہیں ہے — کون نہیں ہے؟" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"جس نے مجھ سے معاملہ طے کیا تھا — یہ وہ نہیں ہے، میرا مطلب ہے — اب تک ہم یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ کسی نے ان صاحب کو قتل کر دیا ہے جنھوں نے مجھ سے بات کی تھی، لیکن معاملہ اس کے بالکل الٹ ہے۔"

"تب پھر بڑے میاں درست کہتے ہیں، انھیں چابی ان کے کرایہ دار نے ہی دی تھی۔"

"ہاں! اب اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے — اور وہ کرائے دار ہی قاتل ہے۔"

"انکل، آپ جلدی جلدی اپنا کام مکمل کر لیں — معاملہ اب اور سنگین ہو گیا ہے۔"

"حد ہو گئی — کوئی ایسا معاملہ ہمیں پیش آتا ہے کبھی — جو سنگین نہ ہو۔" اس نے کہا۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون ہے؟"

"اس سوال کا جواب حاصل کرنا ہو گا — اور اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ صبح کے اخبارات میں اس کی تصویر شائع کی جائے — ارے نہیں — ابھی ہم نے اس کی جیبوں کی تلاشی کب لی ہے — پہلے آپ تصاویر وغیرہ لے لیں اور نشانات

بھی اٹھوا لیں۔"

دونوں کام کر لیے گئے تو اس کی جیبوں کی تلاشی لی گئی، لیکن اس کا نام اور پتا بتانے والی کوئی چیز اس کی جیبوں سے نہیں نکلی — البتہ جیب سے چمڑے کا ایک چھوٹا سا پرس ضرور ملا — اس پرس میں چند پرانے کاغذات تھے — کسی زمانے میں خریدی گئی ایک گھڑی کی رسید، ایک کاغذ پر جمع تفریق کا کچھ حساب کیا گیا تھا — کاغذ کے ایک چھوٹے سے پرزے پر دو لفظ نیلا ستارہ لکھے ہوئے تھے — ان کے علاوہ پرس میں سے ایک بہت پرانا نقشہ نکلا — کسی مکان کا نقشہ — اس مکان کے ایک کمرے کے فرش پر تیر سے نشان لگایا گیا تھا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اس کرائے دار کو ٹھکانے لگانے آیا تھا، لیکن خود اس کے ہاتھوں مارا گیا، اس کے بعد اس نے یہاں سے نکل جانے میں جلدی کی — چابی مکان کے مالک کو دی اور نکل گیا — اب سوال یہ ہے کہ وہ خزانے میں سے اپنا حصہ رستم علی سے کیوں کر حاصل کرے گا۔" محمود نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"اسے رستم علی کا پتا معلوم ہو گا — لہٰذا رابطہ قائم کر لے گا۔"

"اور ہم اسے دبوچ لیں گے — کیا خیال ہے انکل —

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

آپ کا کام تو مکمل ہو چکا ہے۔ اب ہم بھی چلیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے — جونہی کوئی بات معلوم ہوئی — فون کر دوں گا۔"

"اور اگر ہم گھر میں نہ ہوں تو پیغام نوٹ کرا دیجیے گا۔"

اور وہ باہر نکل آئے — اب ان کا رُخ شہر کی تیرہویں سڑک کی طرف تھا — اس سڑک پر عمارت نمبر تیرہ تلاش کرنا ذرا بھی مشکل ثابت نہ ہوا — انھوں نے دیکھا، وہ کوئی مکان نہیں تھا — ایک بہت پرانی سی حویلی تھی اور تھی بھی مُغلیہ دَور کی —

"وُہ کہانی تو سچ معلوم ہوتی ہے بھئی۔" فرزانہ نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"تب پھر ہم خزانہ سرکاری خزانے میں جمع کرائیں گے، رستم علی کی بچیوں کی شادیوں کے سلسلے میں ہم، انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل مل کر مدد کریں گے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"بالکل ٹھیک — ہمارے مُلک میں ان دنوں یُوں بھی مالی بحران آیا ہوا ہے — سرکاری خزانہ خالی ہے — حکمرانوں کی عیاشیوں اور فضول خرچیوں نے مُلک کو دوسروں کا محتاج بنا کر رکھ دیا ہے — کوئی ٹیک بھی ہے — ہمارے اپنے

مُلک کے صدر یا وزیرِ اعظم اگر کسی شہر میں جاتے ہیں تو ان کی آمد کے سلسلے میں لاکھوں روپے خرچ کر دیے جاتے ہیں اور عوام کو اس قدر پریشان کیا جاتا ہے کہ کیا بتائیں — گھنٹوں سڑکیں بلاک رکھی جاتی ہیں — ایک وُہ دَور تھا — جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شام کی فتح کے لیے گئے تھے — انھوں نے خادم کو اونٹ پر بٹھا رکھا تھا اور خود اونٹ کی رسی پکڑے پیدل چل رہے تھے — ہائے افسوس! کہاں گئے وہ دن۔" فرزانہ نے کہا۔

"واقعی — دل بہت تڑپتا ہے — کہ کسی طرح پھر سے وہ دن آ جائیں۔"

"آؤ دیکھیں — اندر کون رہتا ہے۔" یہ کہہ کر محمود آگے بڑھا اور گھنٹی کا بٹن دبایا — اندر دُور کہیں گھنٹی بجی — اور پھر تین منٹ بعد قدموں کی آواز سنائی دی — وہ تو مایوس ہی ہو چکے تھے اور دوسری اور تیسری بار بھی بٹن دبا چکے تھے — دروازہ کھولنے والا ایک سفید بالوں والا آدمی تھا؛ تاہم اس کی صحت اب بھی شان دار تھی —

"آپ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟"

"یہاں کون رہتا ہے — ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"یہاں مسٹر سرفراز خیالی رہتے ہیں۔" اس نے انھیں تیز نظروں

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

سے گھورا —

"آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے"؟ فاروق بولا۔

"ان کے بارے میں"۔

"خیالی صاحب کے بارے میں پوچھ رہا ہوں"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"آپ لوگ چاہتے کیا ہیں"؟ اس نے بھی بُرا سا منہ بنایا۔

"ان سے ملنا"۔ محمود نے کہا۔

"اچھی بات ہے — میں انھیں بتاتا ہوں — آپ اندر آ جائیں"۔

بوڑھا انھیں ایک بہت پُرانی طرز پر بنے کمرے میں بٹھا کر چلا گیا — کمرے کی دیواریں خستہ حال تھیں — فرنیچر بہت پُرانی طرز کا تھا، غرض ہر چیز سے پُرانا پن جھانک رہا تھا:

"معلوم ہوتا ہے — ہم کسی سو سال پُرانے ماحول میں آ گئے ہیں"۔

"ان مغلیہ دَور کے لوگوں نے اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش نہیں کی — اپنی شہزادگی کو نہیں چھوڑا"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

اسی وقت لمبے قد کا ایک خوبصورت نوجوان اندر داخل ہوا — اس نے تدرے جھک کر لکھنوی انداز میں کہا:

آداب بجالاتا ہوں"۔

"السلام علیکم"۔ تینوں ایک ساتھ بولے۔

"وع — وعلیکم آداب"۔ وہ گھبرا گیا۔

"وعلیکم آداب نہیں — وعلیکم السلام"۔ فاروق نے کہا۔

"اوہ ہاں وعلیکم السلام — بس یہ آداب منہ پر چڑھ گیا ہے جی — اور کوئی بات نہیں"۔

"اچھا خیر — آیئے تشریف رکھیے"۔ محمود نے کہا۔

وہ ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا —

"ہم محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں اور آپ سرفراز خیالی ہیں، آپ ایک آرٹسٹ ہیں، تصاویر بناتے ہیں اور آپ کا تعلق مغلیہ خاندان سے ہے، یہ آپ کا خاندانی مکان ہے — میں غلط تو نہیں کہہ رہا"؟ محمود نے جلدی جلدی تعارف کرانے کا فرض خود انجام دے ڈالا۔

"بہت خوب! اس تعارف میں مجھے صرف ایک اعتراض ہے"۔ اس نے خوشی کا اظہار کیا۔

"چلیے وہ اعتراض بتا دیں — ہم دور کر دیتے ہیں" فاروق بولا۔

"یہ خاندانی مکان نہیں — حویلی ہے — آپ جب اس کی سیر کریں گے تو اس وقت آپ کو احساس ہو گا کہ آپ نے اس کو مکان کہہ کر غلطی کی تھی — ارے بھئی — پچاس تو اس

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کے کمرے ہیں صرف؟"

"اوہو اچھا — یہ جان کر حیرت ہوئی اور خوشی بھی — ویسے آپ اس کے کتنے کمروں میں رہتے ہیں؟" فاروق نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"ہم — ہمارے استعمال میں صرف پانچ کمرے رہتے ہیں — آپ نے یہ کیوں پوچھا؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس ایسے ہی، بعض باتیں میں بلا وجہ پوچھ لیا کرتا ہوں، آپ کوئی خیال نہ کریں، ویسے تو یہ بہت مشکل ہے —" فاروق بولا۔

"کک — کیا مشکل ہے؟"

"یہ کہ آپ کوئی خیال نہ کریں۔"

"لیکن کیوں، یہ مشکل کیوں ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"آپ ہیں جو خیالی ..."

"اوہو — تو یہ بات ہے — ارے صاحب — یہ میرا تخلص ہے — میں ایک عدد شاعر بھی ہوں اور ٹوٹی پھوٹی شاعری بھی کر لیتا ہوں۔"

"بہت خوب! یہ جان کر خوشی ہوئی — کیا آپ تیرہ افراد ہیں؟"

"تیرہ افراد — اوہ ہاں — واقعی —" وہ چونکا۔

"اس ملازم سمیت یا اس سے الگ؟"

"وہ ملازم نہیں — میرے نانا ہیں۔"

"گویا آپ کے ہاں کوئی ملازم نہیں؟"

"نہیں! ہم اپنے کام خود ہی کر لیتے ہیں۔"

"اور آپ اپنا کام کہاں کرتے ہیں؟"

"حویلی کے ہی ایک کمرے میں — بلکہ ہال میں — وہیں لوگ آ جاتے ہیں — اور تصاویر خرید کر لے جاتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے — آپ کی تصاویر کی مانگ ہے؟"

"بس یوں سمجھ لیں — گزر اوقات ہو جاتی ہے — ایک ماہ میں دو تین تصاویر بھی اگر بک جائیں تو کام چل جاتا ہے اور جس مہینے کوئی تصویر نہ بکے — اس مہینے قرض لے کر کام چلاتے ہیں۔"

"تو آپ مارکیٹ میں کیوں نہیں بیٹھتے؟"

"اور مارکیٹ میں بیٹھنے کے لیے جگہ کہاں سے لاؤں۔"

"اس حویلی کے باقی پینتالیس کمرے فروخت کر کے۔"

"نہیں نہیں — میں ایسا نہیں کروں گا۔" وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا — اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کیوں! کیا بات ہے؟"

"آپ جانتے تو ہیں — یہ ہماری خاندانی حویلی ہے۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"لیکن اس حویلی کے پینتالیس کمرے بے کار پڑے ہیں جو کسی کے بھی کام نہیں آ رہے ۔ جب کہ اس شہر میں اَن گنت مال دار لوگ ایسے ہیں ۔ جنھیں کوئی جگہ نہیں مل رہی ۔ ان کے پاس دولت ہے، لیکن ۔ خریدنے کے لیے مکان نہیں ہیں۔"

"تو مجھے کیسے جگہ مل جائے گی۔" اس نے کہا۔

"یہی تو آپ سمجھے نہیں ۔ مکانات کو لوگوں نے مارکیٹوں میں شامل کر لیا ہے اور ان کو کاروباری مراکز میں تبدیل کر دیا ہے، لہٰذا کاروبار کے لیے تو جگہیں مل جاتی ہیں ۔ رہائش کے لیے نہیں ۔ آیندہ زمانے میں تو یہ مشکل اور بھی بڑھ جائے گی ۔ لہٰذا آپ پسند کریں تو بہت بھاری قیمت آپ کو مل جائے گی ۔ اس سے آپ اپنے کاروبار کے لیے مناسب سی جگہ خرید سکتے ہیں ۔ اور اس طرح آپ ایک ماہ میں پچاس یا سَو تصاویر فروخت کر سکیں گے۔" محمود نے کہا۔

"نہیں ! اتنی تو خیر میں بنا بھی نہیں سکتا۔"

"چلیے ۔ آپ جتنی بنایا کریں گے ۔ ساتھ ساتھ بک جایا کریں گی۔"

"کچھ بھی ہو ۔ میں اپنی خاندانی ....."

"اوہو ۔ پھر وہی خاندانی ۔ آپ کب اس زمانے کی رفتار کا ساتھ دیں گے ۔ کل آپ کے بچے بھی انھیں خیالات کے مطابق زندگی گزاریں گے تو اور مشکل ہو گی۔"

"اچھا خیر ۔ میں سوچوں گا ۔ آپ یہ فرمائیں ۔ آئے کس طرح ؟"

"ایک مسئلہ ہے ۔ بہت عجیب و غریب سا ۔ آپ اب تک ان صاحب سے نہیں ملے ۔ لہٰذا پہلے آپ ان سے مل لیں ۔ یہ ہیں مسٹر رستم علی ۔ ایک غریب آدمی ہیں ۔ انھیں ایک شخص کی طرف سے ایک خط ملا ۔ اس آدمی نے انھیں اپنے گھر بلایا ۔ یہ کہ کر وہ ان کی مالی مدد کرنا چاہتا ہے ۔ یہ اس سے جا کر ملے ۔ اس نے ان کے ذمے ایک عجیب و غریب کام لگایا۔" محمود جلدی جلدی کہ رہا تھا کہ اس نے اکتا کر کہا:

"لیکن ان باتوں سے میرا کیا تعلق ؟"

"تعلق ہے ۔ آپ سُن تو لیں ۔ ہاں ! تو اس نے ان کے ذمے ایک عجیب کام لگایا ۔ اس نے انھیں بتایا کہ شہر کی تیرہویں سڑک کی تیرہویں گلی کے تیرہویں مکان میں ایک صاحب رہتے ہیں، ان کا نام ہے سرفراز خیالی صاحب ۔ اس مکان کے ایک کمرے کے فرش کے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

نیچے خزانے کی پوری ایک دیگ دفن ہے۔"

"کیا!!!" وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا، اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"حیرت ہے۔ آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوئی۔" فاروق نے کہا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ جو شخص بھی اپنے مکان کے بارے میں ایسی بات سُنے گا، وہ اسی طرح اُچھلے گا۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ہوں خیر۔ تو اس آدمی نے ان سے کہا کہ اگر یہ خزانے کی وہ دیگ کسی طرح نکال لیں۔ مطلب یہ کہ خزانہ نکال لیں تو انھیں بھی بہت بڑا حصّہ ملے گا۔ انھوں نے اعتراض کیا کہ بھلا وہ تیرہ افراد کے گھرانے سے خزانہ کس طرح نکال سکتے ہیں۔ اس پر اس نے انھیں ایک عجیب بات بتائی۔ یہ کہ یہ، ہمارے پاس چلے جائیں۔ اور اس کی ترکیب ہم سے پُوچھیں۔" محمود یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"کیا مطلب؟"

"شاید آپ نے ہمارے بارے میں کبھی کچھ نہیں پڑھا یا آپ نے دھیان نہیں دیا۔ ہم محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"اوہو۔ کک۔ کہیں آپ انسپکٹر جمشید کے بچے تو نہیں ہیں۔" اس نے کہا۔

"چلیے، آپ نے اندازہ تو لگایا۔ تو اس نے ترکیب معلوم کرنے کے لیے انھیں ہمارے پاس بھیج دیا اور ہم انھیں لے کر یہاں آ گئے ہیں۔"

"لل۔ لیکن کیوں؟" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تاکہ آپ انھیں فرش کھودنے کی اجازت دے دیں۔"

"فرض کر لیتے ہیں۔ اس حویلی کے کسی کمرے میں کوئی خزانہ دفن ہے تو کیا۔ اس پر ان کا یا کسی اور کا حق ہے۔ وہ صرف اور صرف ہمارا خزانہ ہو گا۔ خاندانی خزانہ۔"

"اس معاملے کو عدالت میں لے جایا جائے گا۔ اگر خزانہ آپ کا تسلیم کیا گیا تو آپ کو ملے گا۔ ورنہ سرکاری خزانے میں شامل ہو گا۔ اور آپ کو کوئی امداد ضرور ملے گی۔"

پتا نہیں، کیا چکر ہے۔ میرے والد نے تو کبھی مجھے اس قسم کی کوئی بات نہیں بتائی۔"

"اپنے نانا سے پوچھیں۔"

"انھیں تو بالکل کچھ معلوم نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ وہ یہاں رہتے ہی نہیں رہے۔ نانی صاحبہ کے ساتھ ایک اور مغلیہ مکان میں رہتے تھے۔ نانی صاحبہ کے فوت ہونے کے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

بعد تنہائی انھیں کاٹنے لگی تو یہ یہاں، ہمارے پاس آ کر رہنے لگے۔"

"اور انھوں نے مکان کا کیا کیا؟"

"بند پڑا ہے — اوہو — خزانہ کہیں اس مکان میں تو نہیں ہے۔" وہ زور سے اُچھلا اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں —

ملا یا نہیں

محمود، فاروق اور فرزانہ نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور پھر محمود نے کہا:

"آپ بھی کیا بات کرتے ہیں — ارے صاحب، جس نے اس خزانے کی نشان دہی کی ہے، اس نے اس عمارت کا باقاعدہ پتا بتایا، آپ کا نام بتایا، کام بتایا اور یہ بھی کہ آپ کے گھر کے افراد کتنے ہیں، ان حالات میں آپ کا یہ کہنا کہ خزانہ کہیں اس مکان میں نہ ہو جس میں آپ کے نانا رہتے رہے ہیں، عجیب سی بات ہے جس کی کوئی تُک نہیں بنتی۔"

"اب تو میں اور بھی یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ خزانہ اس مکان میں ہے، جس میں نانا رہتے ہیں۔"

"آخر کیسے — وضاحت کریں۔" محمود نے اس لمحے شدید قسم کی بے چینی محسوس کی۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"وضاحت سے پہلے ہمیں اس مکان تک پہنچ جانا چاہیے، ایسا نہ ہو، وہ وہاں پہنچ گیا ہو — اس نے یہ سارا چکر اس لیے چلایا ہے کہ ہماری توجہ اس طرف نہ جائے اور ہم اس طرف لگیں رہیں۔"

"آپ کی ہمیں ایک بات بھی سمجھ میں نہیں آ رہی — شاید ہم عقلیں گھر چھوڑ آئے ہیں۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ آپ کی غلطی ہے — میری نہیں۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"کون سی غلطی؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"عقلیں گھر چھوڑ آنے والی اور کون سی۔" وہ بھی فوراً بولا اور پھر اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا:

"ہم اگر فوراً وہاں نہ پہنچ گئے تو خزانہ گیا ہاتھ سے — بلکہ اب تک تو جا بھی چکا ہو گا — کیونکہ نہ جانے یہ کب کی بات ہے — لیکن بہرحال ہمیں جا کر دیکھنا تو پڑے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی:

"ارے ارے — سنیے — ہم بھی آپ کے ساتھ چل رہے ہیں۔" محمود نے ہانک لگا دی۔

لیکن اس نے ان کی ایک نہ سُنی — انھیں بھی اس

کے پیچھے دوڑ لگانا پڑی — راستے میں نانا کھڑا تھا — وہ گھبرا کر ایک طرف ہو گیا:

"ارے ارے — یہ کیا ہو گیا ہے — آپ لوگوں کو۔"

"خ — خزانہ۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"خ — خزانہ — کہاں ہے خزانہ؟"

"آپ کے اس مکان میں جس کو آپ چھوڑ آئے ہیں۔"

"ہیں — کیا کہا — نہیں۔" نانا کے منہ سے بے ساختہ انداز میں نکلا — اور وہ بھی ان کے ساتھ باہر کی طرف لپکا — اتنی دیر میں سرفراز خیالی اپنی موٹر سائیکل سٹارٹ کر چکا تھا:

"رک جائیے — ہم کار پر چلے چلتے ہیں۔"

لیکن اس نے ان کی یہ بات بھی نہ مانی اور یہ جا وہ جا — انھوں نے نانا کو کار میں بٹھایا اور اس کے پیچھے چل پڑے:

"یہ — سرفراز کو کیا ہو گیا؟"

"جی انھیں خزانہ ہو گیا ہے۔"

"کیا کہا — خزانہ ہو گیا ہے، یہ کیا بات ہوئی۔"

"پپ — پتا نہیں جناب — کیا بات ہوئی ہے — ہم تو خود حیران ہیں — ویسے کیا آپ کے آبائی مکان سے کوئی خزانہ نکل سکتا ہے؟" فاروق جلدی جلدی بولا۔

"نکلنے کو کیا نہیں نکل سکتا۔" اس نے سرد آہ بھری۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"بجا فرمایا آپ نے — ہم بھی اکثر ایسے جملے بولتے رہتے ہیں — ویسے اگر نکل سکتا ہے تو آپ لوگوں نے کوشش کیوں نہیں کی — اور اس مکان کو خالی کیوں چھوڑ دیا۔"

"خیال ہی اب آیا ہے کہ اس مکان سے کوئی خزانہ بھی نکل سکتا ہے — ویسے میں حیران تو سرفراز کی عقل پر ہوں — اسے یہ خیال اچانک کس طرح آ گیا۔"

"ایسا ہماری بے وقوفی سے ہوا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"بے وقوف آپ — نہیں خیر — یہ تو میں ہرگز نہیں کہہ سکتا۔"

"آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے — کیا ہم عقل مند بن جائیں گے۔"

"پتا نہیں — ہم کیا باتیں کر رہے ہیں اور سرفراز کو تو دیکھیں — کس طرح موٹر سائیکل چلا رہا ہے — اگر کہیں ایکسیڈنٹ ہو گیا — سارا خزانہ دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔" نانا نے جھلا کر کہا۔

"آپ بھی ٹھیک کہتے ہیں — لیکن نانا صاحب، خزانے کا بھوت ہوتا ہی ایسا ہے۔"

"جج — جی — کیا فرمایا — خزانے کا بھوت — ارے باپ رے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"کیوں — کیا ہوا — خیر تو ہے۔"

"یہ — یہ نام تو —" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں ہاں! کہیے — یہ نام تو — کیا؟" نانا بے چین ہو کر بولا۔

"میرا مطلب ہے — یہ نام تو کسی ناول کا ہو سکتا ہے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"میرے بھائی اور بہن جانتے ہیں کہ یہ کیا بات ہوئی۔" فاروق نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ بتائیے — یہ کیا بات ہوئی؟"

"یہی بہت بڑی بات ہو گی کہ کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"یا تو آپ لوگ پاگل ہیں یا پاگل کر دیں گے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے — ان میں سے ایک بات بھی نہیں ہے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"تو پھر کن میں سے کیا بات ہے۔" نانا بولا۔

فرزانہ کا سر گھوم گیا — یہ بوڑھا تو ان کے بھی کان کاٹ رہا تھا؛ تاہم اس نے صبر اور سکون سے کہا:

"ایک نامعلوم آدمی کا کہنا ہے کہ سرفراز خیالی کی حویلی کے ایک کمرے میں ایک بہت بڑا خزانہ دفن ہے — خزانے کی پوری ایک دیگ۔"

"کک — کیا — خزانے کی دیگ۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں دیگ۔"

"تب — تب پھر ہم اس اجاڑ مکان کی طرف کیوں اڑے جا رہے ہیں؟"

"اس سوال کا جواب تو خیر مسٹر سرفراز دے سکتے ہیں، ہم نے تو خود انھیں روکنے کی کوشش کی تھی اور یہ بتانے کی بھی کہ خزانہ اس مکان میں نہیں — لیکن اس کے باوجود وہ اس مکان کی طرف دوڑ پڑے۔"

"اوہ — تب تو اس نے اچھا کیا۔" نانا نے پُرسکون انداز میں کہا۔

"لیجیے — اب آپ بھی یہی کہنے لگے۔"

"تھوڑی دیر پہلے آپ بھی یہی کہیں گے۔"

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔" فاروق نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"سمجھ میں تو خیر میری بھی نہیں آ رہا — لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔"

"ایک کام ہم ضرور کر سکتے ہیں۔" نانا نے کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کار ذرا آہستہ چلا سکتے ہیں۔"

"اس صورت میں آپ کے برخوردار بہت دُور نکل

جائیں گے۔"

جائے گا تو اس مکان میں ہی۔"

"وہ تو خیر ٹھیک ہے، لیکن آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں، یہ جو ہمارے بھائی ہیں نا — یہ ڈرائیونگ میں بہت ماہر ہیں۔"

"ہوں گے ماہر — یہ اعتماد آپ کو ہے — مجھے نہیں۔" نانا نے منہ بنایا۔

"اچھا خیر — میں رفتار کم کر رہا ہوں، لیکن اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی تو ہمیں الزام نہ دیجیے گا۔"

"گڑبڑ — کیسی گڑبڑ؟"

"مطلب یہ کہ اس مکان میں اگر دشمن موجود ہوئے — تو وہ مسٹر سرفراز خیالی پر حملہ کر دیں گے۔"

"ہائیں! یہ کیا بات ہوئی — دشمن اور وہاں — نہیں — یہ نہیں ہو سکتا۔"

"ابھی تو آپ کہہ رہے تھے — ہونے کو کیا نہیں ہو سکتا۔" فرزانہ بولی۔

"تو میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔" اس نے جل کر کہا۔

"اچھا، مہربانی فرما کر خاموش رہیے — اور اللہ پر بھروسا رکھیے۔" فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"ٹھیک ہے — مجھے کیا ضرورت ہے بولنے کی۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

یہ دوڑ جاری رہی ۔ آخر وہ ایک اور مغلیہ طرز کے مکان کے سامنے رکے ۔ سرفراز خیالی کی موٹر سائیکل باہر ہی کھڑی تھی ۔ آس پاس بہت کم مکانات تھے ۔ مطلب یہ کہ یہ علاقہ کم آباد تھا ۔

"سرفراز ۔ میرے بچے ۔"

"نانا ۔ یہ آپ ہیں ۔ آپ یہاں کیوں آ گئے ۔"

"تت ۔ تو اور کیا کرتا ۔"

"آپ کا وہاں ٹھہرنا زیادہ ضروری تھا ۔ اور ان لوگوں کو بھی یہاں آنے کی ضرورت نہیں تھی ۔"

"میں انھیں نہیں ۔ یہ مجھے لائے ہیں ۔ تم کیسی باتیں کر رہے ہو سرفراز ۔"

سرفراز اب دروازے پر نظر آیا ۔ اس کے ہاتھ میں ایک پستول تھا اور اس کا رُخ ان کی طرف تھا ۔ اس نے سرد آواز میں کہا :

"آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں ۔ یہ ہمارا ذاتی خزانہ ہے ۔ سرکاری تحویل میں لینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔"

"ہمیں بھیجنے کا آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ اس لیے کہ ہم زبردستی آپ کے خزانے پر قبضہ نہیں کریں گے ۔ بلکہ ۔ حکومت نے ۔ میرا مطلب ہے ۔ عدالت نے اس

خزانے کو آپ کا خزانہ تسلیم کر لیا تو ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا ۔ لیکن میں کہتا ہوں ، یہ تو بہت بعد کی بات ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خزانہ یہاں کیسے ہو سکتا ہے ، خزانہ تو شہر والے مکان میں ہے ۔"

"آپ نہیں جانتے ۔" اس نے نفی میں سر ہلایا ۔

"کیا نہیں جانتے ؟"

"ہم سب سے پہلے اس مکان میں رہتے تھے ۔ یہاں تک کہ میرے والد بھی ۔ دراصل ہمارا آبائی مکان یہ ہے ۔"

"کیا کہا ۔ آبائی مکان یہ ہے ؟"

"ہاں ! وہ مکان ابّا جان نے خریدا تھا ۔"

"اس صورت میں بھی خزانہ اسی میں ہو سکتا ہے ۔ اس لیے کہ وہ ایک بہت بڑی حویلی ہے ۔ قریباً چالیس کمروں کی ۔ جس نے اس حویلی کو بنوایا ہو گا ، وہ کس قدر دولت مند ہو گا ۔ اس کے پاس تو خزانہ نہ ہونے کے امکانات بھی ہیں ۔ لیکن آپ کے آباؤ اجداد ۔ جو اس چھوٹے سے مکان میں رہتے تھے ۔ ان کے پاس خزانہ ہونے کا کوئی امکان مشکل ہے ۔"

"بات میں وزن ضرور ہے ، لیکن اس کے باوجود میں کہوں گا کہ خزانہ یہاں تو ہو سکتا ہے ۔ وہاں نہیں ۔"

WWW.URDUFANZ.COM

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"مہربانی فرما کر اس کی وضاحت کر دیں۔"

"وضاحت — اوہ اچھا — لیکن کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ پہلے ہم کھدائی کر کے خزانہ نکال لیں۔"

"نہیں — پہلے وضاحت کر دیں۔"

"اچھی بات ہے — سُنیے — ہمارا سارا خاندان اس مکان میں رہتا رہا — میرے پردادا اس علاقے پر حکمران تھے اور سُنا ہے — انھوں نے بہت بڑا خزانہ جمع کر رکھا تھا — ان کی موت بھی اسی مکان میں ہوئی تھی۔"

"لیکن پھر ہم اس آدمی کی اطلاع کو کس خانے میں رکھیں، اصل میں تو یہ چکر اس سے شروع ہوا ہے، اس نے بے چارے رستم علی کو گانٹھا کہ یہ کسی طرح وہ خزانہ نکال کر دے دیں اور مشورہ دیا ہمارے پاس آنے کا — ویسے تو یہ مشورہ بھی ہمارے لیے عجیب ترین اور انوکھا ترین مشورہ تھا، کیونکہ ان حالات میں ہمیں اطلاع دینے کا مطلب یہ ہے کہ خزانہ گیا سرکاری خزانے میں — اب یا تو وہ شخص یہ بات جانتا نہیں تھا اور اگر جانتا تھا تو پھر یہ کوئی اور چکر ہے۔" محمود روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا —

"کوئی اور چکر سے آپ کی کیا مراد؟" سرفراز خیالی نے

جلدی سے کہا۔

"ابھی ہم اس کی وضاحت نہیں کر سکتے — وہ شخص اگر واقعی خزانہ حاصل کرنا چاہتا تھا تو پھر رستم علی کو ہمارے پاس ہرگز نہیں بھیج سکتا تھا — اور ہمارے پاس بھیجنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے بخوبی واقف ہے — لہٰذا ہمارے ذہن تو یہی کہتے ہیں کہ یہ چکر کوئی اور ہے — ہمیں اسی شہر والی حویلی کے کمرے کے فرش کو کھودنا ہوگا — نقشہ بھی جو ہمارے ہاتھ لگا ہے — وہ اس حویلی سے متعلق ہے، نہ کہ اس مکان سے۔"

"اور پھر — یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ مسٹر سرفراز خیالی نے بتایا ہے کہ ان کے پردادا اس علاقے کے حکمران تھے اور مغلیہ خاندان سے تھے — تو کیا وہ اس چھوٹے سے مکان میں رہا کرتے تھے؟"

"آپ نے بہت اچھا سوال اٹھایا، لیکن وہ خالص اسلامی ذہن کے حکمران تھے، انھوں نے اپنا کوئی محل نہیں بنوایا، حویلی نہیں بنوائی، خالص اسلامی زندگی گزاری — وہ دراصل اورنگ زیب عالم گیر کی اولاد میں سے تھے اور ان

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

سے بہت زیادہ متاثر تھے۔"

"اگر ہم یہ بات مان بھی لیں، تب بھی بات نہیں بنتی۔" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"کیا مطلب — تب بات کیوں نہیں بنتی۔"

"ان باتوں میں بس یہی تو بُری بات ہے کہ بنتی ہی نہیں۔" فاروق بولا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" سرفراز خیالی کا منہ بن گیا۔

"بیٹے سرفراز — پستول جیب میں رکھ لو — ان لوگوں سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا — اگر یہ معاملہ خزانے کا ہی ہے — تو بھی، ہم قانون کے مطابق چلیں گے، اگر قانون نے اجازت دی تو ہم خزانہ اپنے پاس رکھیں گے، ورنہ سرکاری خزانے میں داخل کرا دیں گے — اور اگر یہ چکر ہی کوئی اور ہے تو بھی ہمیں ان پر پستول تاننے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔" نانا نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھی بات ہے — آپ کہتے ہیں تو رکھ لیتا ہوں، لیکن یہ مجھ پر مقدمہ درج نہیں کرائیں گے کہ میں نے ان پر پستول تانا۔"

"ہاں، نہیں کرائیں گے — آپ فکر نہ کریں۔"

اس نے پستول جیب میں رکھ لیا —

"آپ کیا کہہ رہے تھے — کون سی بات نہیں بنتی۔" نانا نے کہا۔

"ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کے پڑدادا نے خالص اسلامی زندگی گزاری تھی اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک بہت بڑا خزانہ جمع کیا تھا — بھلا اسلام اس کی کب اجازت دیتا ہے کہ آپ بہت بڑا خزانہ جمع کریں اور زمین میں دفن کر کے مر جائیں۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"بہت خوب! فاروق کی بات میں وزن سب سے زیادہ ہے۔" محمود نے تعریف کی۔

"اب یا تو آپ کے پڑدادا نے خالص اسلامی زندگی نہیں گزاری — یا انھوں نے خزانہ جمع نہیں کیا — لیکن اس نامعلوم آدمی کی کارستانی ہمیں بتاتی ہے — اِس مکان میں یا اُس حویلی میں خزانہ موجود ہے۔"

"بس تو پھر — اس کا سیدھا سادا حل یہ ہے کہ نقشے کے مطابق پہلے حویلی والے کمرے کی کھدائی کی جائے۔" نانا نے فوراً کہا۔

"میں نانا کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں، لیکن میں یہاں موجود رہوں گا — ورنہ میری عدم موجودگی میں کوئی وہ خزانہ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

نکال کر لے جائے گا — نانا آپ ان لوگوں کے ساتھ حویلی میں چلے جائیں۔"

"اور تم یہاں اکیلے رہو گے؟"

"تو کیا ہوا — یہاں جن بھوت ہیں جو مجھے چمٹ جائیں گے۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے — تم یہاں ٹھہرو — ہم وہاں کھدائی کراتے ہیں۔"

"اور جونہی کوئی بات معلوم ہو، آپ میرے پاس آ کر مجھے بتائیں گے۔"

"ہاں! ہم ایسا کریں گے، فکر نہ کریں۔"

"شکریہ بہت بہت۔" اس نے پُرسکون میں کہا۔

"ویسے آپ کو یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں — ہم یہاں پولیس کے آدمی مقرر کر سکتے ہیں۔"

"ارے باپ رے — تب تو خزانہ پولیس والے نکال لے جائیں گے۔"

"آپ بہت شکی مزاج واقع ہوئے ہیں۔"

"ہاں! یہ شکایت ان سے مجھے بھی ہے۔" نانا نے منہ بنایا۔

"اچھا اب جائیے — میں یہیں ٹھہروں گا — ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ پولیس کو بھی یہاں بھیج دیں — کہیں کوئی

نا معلوم آدمی مجھ پر حملہ نہ کر بیٹھے۔"

"اچھی بات ہے — یہ زیادہ مناسب رہے گا، میں ابھی فون کرتا ہوں۔"

محمود نے کار میں لگے فون کے ذریعے چند لباس والوں کو وہاں طلب کر لیا اور پھر نانا اور رستم علی کو ساتھ لے کر حویلی کی طرف روانہ ہوئے۔

حویلی میں سرفراز خیالی کے بچے پریشان تھے — نانا نے انھیں دلاسا دیا اور پھر نقشے کے مطابق وہ اس کمرے میں داخل ہوئے — جس میں کہ خزانہ ہونے کی اُمید تھی — یہ اس حویلی کا ہال تھا — اور حویلی کے عین درمیان میں واقع تھا — اسی وقت سادہ لباس والوں کو وہاں پھاوڑوں سمیت بلایا گیا اور کمرے کی کھدائی شروع ہو گئی — ایسے میں محمود کو کچھ خیال آیا — وہ فاروق اور فرزانہ کو قدرے فاصلے پر لے آیا اور بولا:

"ابّا جان اور امّی جان پریشان ہوں گے کہ ہم کہاں رہ گئے — کم از کم انھیں فون تو کر دینا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے — فون کر دو۔"

تینوں کار میں آئے اور اندر بیٹھ کر نمبر ڈائل کیے — دوسری طرف سے فوراً ہی ان کی والدہ کی آواز سنائی دی:

"السلام علیکم امّی جان — ابّا جان آئے ہیں یا نہیں؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"آ چکے ہیں، لیکن فارغ نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" محمود بولا۔

"کوئی صاحب ملنے کے لیے آئے ہوتے ہیں — اور وہ ڈرائنگ روم میں ہیں — اگر کوئی بہت ضروری بات ہے اور تم ان سے ہی کہنا پسند کرتے ہو تو بلا لیتی ہوں — ارے لو — وہ خود ہی آ گئے۔"

"ہاں بھئی — خیر تو ہے — خزانہ ملا یا نہیں؟"

محمود اپنے والد کا جملہ سن کر اچھل پڑا — فاروق اور فرزانہ کی بھی یہی حالت تھی —

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

بھاری غلطی

"آپ کو خزانے کے بارے میں کس طرح معلوم ہوا ابا جان؟" محمود نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو — اور یہ بتاؤ — خزانہ ملا یا نہیں؟" وہ بولے — انداز عجیب سا تھا۔

"جی نہیں — ابھی تو کھدائی شروع کرائی ہے۔"

"بہت خوب — جونہی خزانہ ملے — فون کر دینا۔"

"آپ بتائیں گے نہیں کہ آپ کو ان حالات کی خبر کس طرح ہو گئی؟"

"نہیں بھئی — میں نہیں بتا سکتا — ہاں، فون کس لیے کیا تھا — یہ تو تم نے ابھی بتایا ہی نہیں۔"

"یہی اطلاع دینے کے لیے فون کیا تھا کہ ہم کہاں ہیں، لیکن آپ کو تو پہلے ہی ہر بات معلوم ہے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے — میرے علم میں یہ سارا معاملہ

بہت اچھی طرح ہے۔"

"یہ سُن کر ہماری حیرت بہت بڑھ گئی ہے ابّا جان۔" محمود بولا۔

"کوئی بات نہیں، بڑھ جانے دو۔ حیرت کا بڑھ جانا صحت کے لیے بُرا نہیں۔" انسپکٹر جمشید ہنسے۔

"جی بہتر! اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو اب ہم اپنی حیرت کو بڑھنے سے نہیں روکیں گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اچھا جاؤ — گڑھے کی طرف توجہ دو۔" وہ بولے۔

تینوں پھر حویلی میں داخل ہو گئے — گڑھا زور شور سے کھودا جا رہا تھا — نانا، رستم علی اور بچے اس کارروائی کو سکتے کے عالم میں کھڑے دیکھ رہے تھے — شاید ان کے دل بھی بہت زور زور سے دھڑک رہے تھے —

"میں بے چارے سرفراز خیالی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"کک — کیا؟" فرزانہ چونکی۔

"یہ کہ — بلاوجہ وہاں رک گئے — وہ بھی بالکل اکیلے۔"

"میرے خیال میں تو فکر کی کوئی ضرورت نہیں — ابّا جان کی نظروں میں بھی سارا معاملہ ہے — اور پھر سادہ لباس والے بھی وہاں موجود ہیں۔"

"ہاں! انھیں خطرہ تو کوئی نہیں، لیکن نہ جانے کیوں میرا دل دھڑک رہا ہے۔"

"تو اسے سمجھاؤ نہ دھڑکے۔" محمود مسکرایا۔

"کیا کہا — نہ دھڑکے — اگر دھڑکے گا نہیں تو میں زندہ کس طرح رہ سکوں گا۔"

"عجیب احمق ہو — خود ہی ایک بات کہتے ہو — اور خود ہی اس بات کی بنا پر دوسروں پر الٹ پڑتے ہو۔"

"اب میں الٹوں بھی نہ تو آخر اور کیا کروں۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"دیکھو! میں مار بیٹھوں گا۔"

"یہ لوگ کیا خیال کریں گے۔"

"خیال کیا کریں گے — بس یہ سوچ لیں گے کہ سگے بھائی بہن آپس میں مذاق کر رہے ہیں۔"

"حد ہو گئی۔" محمود نے تلملا کر کہا۔

"آخر میں تلملانے، جھلّانے اور بھنّانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔"

"کوئی اور لفظ رہ گیا ہو تو وہ بھی کہہ ڈالو۔" فرزانہ جل کر بولی۔

"اوہو — یہ کیا۔" گڑھا کھودنے والوں میں سے ایک

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کے منہ سے نکلا۔

"مل گیا خزانہ۔" نانا کے منہ سے نکلا۔

"ارے باپ رے۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں — میری کدال کسی سخت چیز سے ٹکرائی ہے۔" کھودنے والے نے جلدی سے کہا۔

"ارے تو سخت چیز سے ٹکرانے کا مطلب ہی تو خزانہ ہے۔" نانا نے چلّا کر کہا۔

"اچھا کمال ہے۔" ایک کھدائی کرنے والا بولا۔

اب ان سب نے گڑھے کو بغور دیکھا، لیکن اس میں وہ سخت چیز نظر نہ آئی جس سے کدال ٹکرائی تھی — ایک وقت میں گڑھا صرف ایک آدمی کھود رہا تھا۔ باقی دو باہر کھڑے سانس لے رہے تھے۔ ایک کے تھک جانے کے بعد دوسرا آدمی آگے بڑھتا تھا۔

"کدال کی بجائے ہاتھ سے دیکھ لیں۔ وہ کیا چیز ہے۔" محمود نے کہا۔

"جی اچھا۔"

اس نے کدال ایک طرف رکھ دی۔ اور ہاتھوں سے مٹی ہٹانے لگا۔

"اوہو — یہ تو کوئی بڑی چیز ہے۔ گڑھے کو بڑا کرنا

پڑے گا — ورنہ یہ نہیں نکل سکے گا۔"

"بڑا کرنا پڑے گا۔" نانا بڑبڑایا۔

"ہاں جناب۔"

"تو ٹھیک ہے — کریں بڑا — اور آدمی کہتے ہیں تو بلا لیتے ہیں۔"

"نہیں سر — کھودنے کے لیے تو ہم ہی بہت کافی ہیں۔"

اب اور زیادہ جگہ پر کھدائی شروع کی گئی — مارے بے چینی اور بے قراری کے ان کا بہت برا حال تھا۔

"نہ جانے یہ کام کب ختم ہو گا اور گڑھا کب کھودا جائے گا۔" نانا نے کانپتی آواز میں کہا۔

"ایک بات تو طے ہے — اور وہ یہ کہ اس گڑھے میں کوئی چیز ہے ضرور۔"

"اب دو آدمی تو مسلسل کھود رہے ہیں — ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے۔" فرزانہ بولی۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی — صرف کدالوں کی ٹھکا ٹھک گونجتی رہی — اور آخر ایک سادہ لباس والے نے چلّا کر کہا:

"لیجیے — مل گیا خزانہ۔"

انھوں نے دیکھا — وہ لکڑی کا ایک بڑا اور لمبا سا صندوق تھا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"حیرت ہے، یہ تو صندوق نکل آیا — جب کہ اس نامعلوم آدمی نے بتایا تھا کہ خزانے کی دیگ دفن ہے۔"

"اس نے جس سے سُنا ہو گا — اس سے بھول ہو گئی ہو گی — بہرحال کچھ ملا تو — محنت بے کار تو نہیں گئی۔"

"ہاں! یہ تو ہے — اب مرحلہ ہے — اس کو باہر نکالنے کا۔"

"ابھی نکال لیتے ہیں۔"

سادہ لباس والوں نے صندوق کو گڑھے سے باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی، لیکن وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے —

"یہ بہت وزنی ہے جناب اور پھر ابھی شاید زمین میں دھنسا ہوا بھی ہے — کچھ اور لوگوں کی مدد لینا ہو گی۔"

"ہم بھی زور لگا کر دیکھتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

انھوں نے بھی سادہ لباس والوں کے ساتھ مل کر زور لگایا، لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ صندوق کو پکڑنے کے لیے اس میں قبضے صرف دو تھے — اور دو ہی آدمی پورا زور لگا سکتے تھے — باقی لوگ اِدھر اُدھر سے صندوق کو پکڑ کر تھوڑا بہت زور لگا رہے تھے اور صندوق ہل تک نہیں رہا تھا۔

"میں بتاتی ہوں — ان قبضوں میں رسی ڈال کر، سب مل کر رسی پکڑ کر اوپر کھینچیں گے تو صندوق نکل آئے گا۔" فرزانہ بولی۔

"چلیے جناب نانا صاحب — رسی کا بندوبست کریں۔" فاروق نے خوش گوار لہجے میں کہا۔

رسی لائی گئی — دونوں طرف کے قبضوں سے رسی کو باندھا گیا — اب سب مل کر زور لگانے کے قابل ہو گئے۔ سب نے مل کر زور لگایا، لیکن صندوق پھر بھی نہ ہلا۔

"میرا خیال ہے — اس کے چاروں طرف کی مٹی کو ابھی اور ہٹانا پڑے گا — اور اس کے لیے کدالیں کام نہیں دے سکتیں — لوہے کے لمبے راڈ ہونے چاہییں — جن کی نوکیں بنائی گئی ہوں۔"

ایسے راڈ لائے گئے اور اس میں کافی وقت لگ گیا — ادھر بے چینی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی — چاروں طرف سے مٹی ہٹائی گئی — اور پھر صندوق نے اپنی جگہ چھوڑ دی — اب جو رسی پکڑ کر سب نے زور لگایا تو صندوق اوپر اُٹھنے لگا —

"وہ مارا — بن گیا کام۔"

سب مل کر رسی کو اوپر کھینچنے لگے — یہاں تک کہ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

آخر کار صندوق اوپر آ گیا اور گڑھے کے کنارے گھسیٹ لیا گیا — انھوں نے دیکھا — وہ ایک مستطیل شکل کا صندوق تھا — اس کے ڈھکنے پر کوئی کنڈی نہیں تھی — گویا ڈھکنے کو کیلوں سے جڑ دیا گیا ہے — بالکل کسی تابوت کی طرح —

" اُف مالک — آخر ہم نے خزانہ حاصل کر لیا" نانا نے کانپ کر کہا۔

" لیکن ایک بات کا خیال رہے — اس خزانے کا معاملہ پہلے عدالت میں لے جایا جائے گا — اگر عدالت نے آپ کے حق میں فیصلہ دیا تو یہ آپ کو ملے گا — ورنہ سرکاری خزانے میں جمع ہو گا"

" ہمیں عدالت میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے" نانا نے کہا۔

" خزانہ پولیس قبضے میں لے لے گی — آپ خود بخود عدالت میں جائیں گے — اس پر اپنا حق ثابت کرنے کے لیے" محمود نے مسکرا کر کہا۔

" اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

" خیر — یہ تو بعد کی باتیں ہیں — پہلے اس کو کھول کر دیکھ تو لیں" رستم علی نے بے چین ہو کر کہا، اگرچہ خزانہ

اس کا نہیں بنتا تھا —

" ہاں ضرور کیوں نہیں — دوسری بات یہ کہ پولیس کے قبضے میں دیتے وقت اس کی پوری تفصیل لکھی جائے گی" محمود نے کہا۔

اب ڈھکنے کو اکھاڑنے کی کوشش شروع ہوئی —

" ایک بات عجیب ہے — صندوق زیادہ پرانا تو لگتا نہیں، زیادہ سے زیادہ — دس سال پرانا ہو گا — لیکن اگر یہ صندوق سرفراز خیالی کے پڑدادا نے یہاں دفن کیا تھا تو یہ ہونا چاہیے — بہت پرانا"

" لیکن انھوں نے یہاں کیوں دفن کیا ہو گا — وہ تو اس میں رہتے ہی نہیں تھے"

" اوہو — یہ بھی تو ہو سکتا ہے — کہ وہ یہاں بھی رہتے رہے ہوں اور وہاں بھی — کیا ایک حکمران کے پاس دو مکان نہیں ہو سکتے"

" ضرور ہو سکتے ہیں، لیکن ان کے بارے میں تو بتایا گیا ہے کہ خالص اسلامی زندگی گزارتے رہے ہیں"

" ہو سکتا ہے، ان کی زندگی کے دو رُخ رہے ہوں — ظاہر میں ایک پکے مسلمان کی زندگی گزارتے رہے ہوں اور ہوں وہ چھپے رستم" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

"پہلے صندوق کیوں نہ کھول لیا جائے۔"

"یہ بہت مضبوطی سے جڑا گیا ہے۔ کھولنے میں کچھ وقت لگے گا۔"

عین اس وقت قدموں کی آواز سنائی دی۔ انھوں نے نظریں اوپر اٹھائیں اور حیران رہ گئے۔ آنے والا سرفراز خیالی تھا:

"خیر تو ہے۔ آپ یہاں آ گئے۔"

"م۔ میں۔ میں وہاں نہیں ٹھہر سکتا۔"

"کیوں، کیا ہوا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"وہ۔ وہ۔ وہاں۔ کچھ ہے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"وہاں کچھ ہے۔ کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ کوئی آسیب، واسیب۔ کوئی جن یا بھوت یا چڑیل وغیرہ۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ وہ کیا ہے۔ لیکن ہے ضرور۔" وہ بولا۔

"آخر کیسے۔ آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟" فاروق نے بے چین ہو کر کہا۔

"واقعہ۔ بہت عجیب واقعہ۔" وہ بڑبڑایا۔

"جب تک آپ بتا نہیں دیتے۔ ہم اس کو عجیب کس طرح مان سکتے ہیں جناب۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ہاں واقعی۔ سنیے۔ آپ لوگوں کے چلے آنے کے بعد میں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ سادہ لباس والوں کو آپ نے باہر مقرر کیا تھا۔ انھیں تو اندر داخل ہونے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ میں پہلے تو اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا، پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد اچانک مجھے محسوس ہوا۔ کرسی خود بخود سرک رہی ہے۔ پہلے تو میں نے اسے اپنا وہم خیال کیا، لیکن پھر۔ جب کرسی سرک کر کافی دور پہنچ گئی تو یقین کرنا پڑا۔ اور میں نے پیر مضبوطی سے فرش پر جما دیے۔ تاکہ وہ مزید نہ سرک سکے۔ لیکن اس کا سرکنا بند نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میں خوف زدہ ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا۔ پھر مجھ سے وہاں رکا نہیں گیا۔ میں نے سادہ لباس والوں کو چوکس رہنے کی ہدایت کی اور خود اس طرف آ گیا۔"

"ہوں۔ خیر۔ یہاں سے فارغ ہو کر ان آسیب صاحب سے بھی ملاقات کریں گے، آپ فکر نہ کریں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ نے کیا کہا۔ آسیب صاحب۔" سرفراز خیالی نے چونک کر کہا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں! ایسا کہنے میں کوئی حرج ہے کیا؟"

"نن — نہیں۔"

"اوہو — ڈھکنا کھل رہا ہے بھئی۔" تابوت سے جٹے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے کہا۔

"بہت خوب! ہم بھی تو یہی چاہتے ہیں کہ یہ کھل جائے، تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔" فاروق نے کہا۔

"یہ یہاں پانی اور دودھ کا ذکر کہاں سے نکل آیا۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ہم — میرا مطلب ہے — معاملہ صاف ہو جائے گا۔"

"اللہ نے چاہا تو صاف ہو کر رہے گا — شروع جو ہو گیا ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

اسی وقت کڑکڑ کی آواز سنائی دی — ڈھکنا اوپر اٹھ رہا تھا — وہ بے چینی کے عالم میں اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اگر یہ پورا بھرا ہوا ہو گا — تو کس قدر دولت ہو گی اس میں۔" نانا نے زبان ہونٹوں پر پھیری۔

"اور اگر نصف بھرا ہوا ہو گا تو بھی کم دولت نہیں ہو گی۔"

"اصل مسئلہ عدالت کے فیصلے کا ہے — عدالت اس خزانے کو آپ کا مانتی بھی ہے یا نہیں۔" محمود بولا۔

اگر آپ چاہیں تو یہ معاملہ عدالت میں نہیں جا سکتا۔" سرفراز خیالی نے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"مطلب یہ کہ آپ لوگ بھی اس میں سے اپنا حصہ لے لیں — اور معاملے کو پولیس تک نہ جانے دیں۔"

"ہم اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتے۔"

"کیا کہا — ملک سے غداری — بھلا یہ ملک سے غداری کس طرح ہو گئی؟"

"اگر یہ دولت ملک کی بنتی ہے اور اس کو ہم آپس میں تقسیم کر لیں گے تو یہ ملک اور قوم سے غداری ہو گی۔" محمود نے سرد آواز میں کہا۔

"اوہ! آپ تو بہت سخت آدمی ہیں، کیا آپ کو دولت اچھی نہیں لگتی؟"

"ضرورت کی حد تک — ضرورت سے زائد کے ہم قائل نہیں ہیں — اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دے رکھا ہے، لیکن ہم اس بہت کچھ کو بھی اللہ کے راستے پر لگائے ہوئے ہیں — لہٰذا ان حالات میں بھلا ہمیں دولت کس طرح اچھی لگے گی اور ہم اس کی خاطر کیوں غداری جیسا بھیانک جرم کریں گے؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"اس نا معلوم آدمی نے مسٹر رستم کو یہ مشورہ دے کر بہت بھاری غلطی کی تھی۔" سرفراز خیالی نے جھلّا کر کہا۔

"جب اس کی آپ سے ملاقات ہو تو اس سے پوچھ لیجیے گا۔"

"کیا خاک مُلاقات ہو گی؟"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ ۔ مُلاقات خاک ہو گی یا آگ، ہم تو..."

فاروق کہتے کہتے رک گیا ۔ اسی وقت ایک بھیانک چیخ گونجی تھی ۔

دیگ نہیں صندوق

وہ سب چیخنے والے کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر کئی اور چیخیں گونج اُٹھیں ۔ صندوق میں خزانے کی بجائے ایک انسانی ڈھانچہ موجود تھا ۔ کپڑوں اور گوشت کو شاید زمین کے کیڑے کھا کر کب کے چٹ کر چکے تھے ۔ صندوق کو غور سے دیکھنے پر انھیں کئی گول گول سوراخ نظر آ گئے :

"اُف مالک ۔ یہاں سے تو انسانی ڈھانچہ نکل آیا ۔ اس کا مطلب ہے ۔ اس شخص کو قتل کر کے صندوق میں بند کیا گیا تھا اور پھر اس جگہ دفن کر دیا گیا۔" سرفراز خیالی نے کانپتی آواز میں کہا۔

"یہ تو اور بھی عجیب بات ہو گئی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"کک ۔ کون سی بات اور بھی عجیب ہو گئی؟" محمود ہکلایا۔

"ابھی کیا ہے ۔ یہاں تو لگ جائیں گے ڈھیر عجیب باتوں کے۔" فاروق نے کہا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"پہلے فرزانہ سے تو پوچھ لو ۔ کون سی عجیب بات کی بات کر رہی ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اگر اس شخص کو کسی نے قتل کر دیا تھا تو پھر اسے اس طرح احتیاط سے تابوت میں بند کر کے دفن کرنے کی آخر کیا ضرورت تھی؟"

"اوہ ۔ اوہ ۔ یہ سوال تو واقعی بہت اہم ہے۔"

"اور شدید اُلجھن پیدا کر رہا ہے۔"

"ہاں واقعی ۔ یہ سوال چکرا دینے والا ہے۔"

"خیر ۔ ہم اس سوال پر بعد میں غور کریں گے ۔ پہلے تو ذرا اس ڈھانچے اور تابوت کو دیکھ لیں۔"

انھوں نے خوب غور سے ڈھانچے کا معائنہ کیا ۔ پھر احتیاط سے ڈھانچے کو اٹھا کر باہر رکھا گیا اور تابوت کی نچلی سطح کو دیکھا گیا ۔ فاروق کو بالوں کی ایک پن پڑی نظر آ گئی ۔ اس نے حیرت زدہ انداز میں پن کو اُٹھا لیا اور بولا :

"اوہو ۔ یہ ڈھانچہ تو کسی عورت کا ہے ۔ اس کا مطلب ہے ۔ مقتول لڑکی یا عورت تھی۔"

"ہم نے اسے مقتول کہنا شروع کر دیا ۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ اپنی موت مری ہو۔" نانا بولا۔

"اگر یہ بات ہوتی تو اسے قبرستان میں دفن کیا جاتا ۔ نہ کہ اس گڑھے میں۔" محمود نے انکار میں سر ہلایا۔

"ہوں ! معاملہ حد درجے پُر اسرار ہے ۔ اُلجھنیں ہی اُلجھنیں ہیں ۔ اوہو ارے۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"یہ اوہو ارے کہاں سے ٹپک پڑا۔" فاروق نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"آخر ابّا جان کو یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی تھی کہ ہم کسی خزانے کی تلاش میں ہیں ۔ ٹھہرو بھئی۔" یہ کہہ کر محمود فوراً باہر نکل گیا ۔ فاروق اور فرزانہ نے بھی اس کا ساتھ دیا اور باہر نکل گئے۔

کار میں بیٹھ کر انھوں نے گھر کے نمبر ڈائل کیے ۔ دوسری طرف سے فوراً اِنسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی :

"تو خزانہ نہیں ملا۔"

"کمال ہے ، آپ کو یہ بات بھی معلوم ہے۔" محمود کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"ہاں بھئی کیا کروں ، مجبور ہوں۔" انھوں نے ہنس کر کہا۔

"جی کیا فرمایا ۔ مجبور ہیں ۔ یعنی معلومات رکھنے پر۔" محمود اور بھی حیران ہو کر بولا۔

"ہاں ! تم سناؤ ۔ کیا رہا؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"پہلے آپ بتائیں ۔ آپ نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ کیوں خزانہ نہیں ملا۔"

"بھئی شروع سے ہی مجھے اُمید تھی کہ خزانہ نہیں ملے گا ۔ ذرا سوچو ۔ ایک شخص ایک خزانے کا پتا جانتا ہے، وہ کب کسی دوسرے کو اس راز میں شامل کرے گا، اس کی تو عین خواہش یہ ہو گی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اور خزانہ صرف وہ حاصل کرے، لیکن اس معاملے میں کیا ہے ۔ جو شخص خزانے کا پتا جانتا ہے، وہ ایک آدمی کو گانٹھتا ہے کہ وہ اس جگہ جائے اور خزانہ حاصل کر کے اسے لا کر دے اور اس میں سے اپنا حصّہ بھی وہ رکھ لے، ساتھ میں وہ یہ مزے دار مشورہ بھی دیتا ہے کہ وہ خزانہ حاصل کرنے کی ترکیب تم سے پُوچھ لے ۔ گویا اور بھی بھانڈہ پھوڑ دے اور خزانہ ملنے کا کوئی امکان قطعاً نہ رہے، کیونکہ جو شخص تم لوگوں کے بارے میں یہ جانتا ہے کہ تم ترکیب بتا سکتے ہو ۔ وہ یہ بھی تو جانتا ہو گا کہ خزانہ ملنے کی صورت میں تم وہ اس کے حوالے ہرگز نہیں کرو گے، بلکہ قوم کے خزانے میں جمع کرنے کی کوشش کرو گے، لہٰذا جونہی مجھے معلوم ہوا، میں سمجھ گیا ۔ چکر خزانے کا تو ہرگز نہیں ہے ۔ ہاں کوئی لاش واش مل جائے تو اور بات ہے،

اب تم بتاؤ ۔ کیا ملا ہے؟"

"آپ کا اندازہ درست ہے ۔ ایک عدد انسانی ڈھانچہ ملا ہے۔"

"اوہ! اگرچہ اندازہ یہی تھا، لیکن حیرت پھر بھی ہوئی ۔ خیر کیا میری ضرورت محسوس کر رہے ہو؟" انھوں نے کہا۔

"سب سے پہلے تو آپ یہ بتا دیں کہ آپ ان حالات سے آخر باخبر کس طرح ہیں؟"

"میرا خیال ہے ۔ یہ بات ابھی نہ پُوچھو ۔ یہ بتاؤ ۔ ڈھانچے کے ساتھ ملا کیا ہے؟"

"صرف ایک معمولی سی چیز ۔ بالوں میں لگانے والی پن ۔ جس سے صرف یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ مقتول کوئی عورت تھی۔" محمود نے بتایا۔

"ہوں! اور کوئی بات؟"

"ہمارے خیال میں یہ بات اس کیس کی سب سے زیادہ عجیب بات ہے ۔ لاش کو ایک تابوت میں بند کر کے دفن کیا گیا تھا ۔ آخر قاتل کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"بہت خوب! اب تو کیس میں مزا آنے لگا اور میں آنے کی ضرورت محسوس کرنے لگا ہوں۔"

"تو پھر آ ہی جائیں ۔ ہم تو بہت زیادہ اُلجھن محسوس

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کرنے لگے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ۔ میں ابھی آیا۔" یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

کار سے نکل کر وہ مکان میں آ گئے ۔ سب لوگ بُتوں کی مانند کھڑے تھے اور ڈھانچہ ان کے درمیان میں رکھا تھا، ایک طرف تابوت موجود تھا۔

"آخر یہ ڈھانچہ کس کا ہے"؟ محمود نے اندر آتے ہوئے سوال کیا۔

انھوں نے کوئی جواب نہ دیا ۔ بس سوچ میں گم رہے:

"کیا آپ کچھ نہیں بتائیں گے نانا صاحب ۔ مسٹر سرفراز خیالی صاحب ۔ جب تک آپ کچھ بتائیں گے نہیں، اس وقت تک ہم کس طرح اس کیس کو حل کر سکیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔ ہمیں بتانا ہو گا ۔ یہ ضرور میرے چچا جان کی لاش ہے ۔ ہم ۔ میرا مطلب ہے ۔ ان کا ڈھانچہ ہے۔"

"چچا کا ڈھانچہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں ! یہ بات تو ہم آج کہہ رہے ہیں، اس سے پہلے تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ چچا اس مکان کے ہال کمرے میں دفن ہوں گے۔"

"مہربانی فرما کر پوری بات بتا دیں، اس طرح ہماری سمجھ

میں کچھ نہیں آئے گا۔"

"ہمارے چچا آج سے دس سال پہلے گم ہو گئے تھے۔" سرفراز خیالی نے بتایا۔

"گم ہو گئے تھے" محمود کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"ہاں ! میں پوری بات سناتا ہوں ۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ہم چچا جان کے ساتھ اس مکان میں اٹھ آئے تھے ۔ یعنی جنگل والے مکان سے اس میں آ گئے تھے۔ یہ والد صاحب نے خرید لیا تھا ۔ یہاں آنے کے کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا ۔ اور ہم چچا کے ساتھ رہتے رہے ۔ چچا کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی ۔ ایک روز ہم سب کو شادی میں جانا تھا ۔ لیکن چچا کی طبیعت خراب ہو گئی ۔ وہ نہ جا سکے ۔ شادی کا پروگرام دو دن کا تھا۔ اور دوسرے شہر میں تھا ۔ باقی سب روانہ ہو گئے۔ چچا یہیں رہ گئے ۔ دو دن بعد جب ہم واپس آئے تو حویلی میں چچا نہیں تھے ۔ ہم نے انھیں ہر طرف تلاش کیا ۔ لیکن چچا کہیں نہ ملے ۔ دوست احباب سے بھی پوچھا، ان کا کوئی پتا نہ چلا اور پھر ہمیں ان کی گم شدگی کی رپورٹ بھی درج کرانی پڑی۔"

"کیا آپ اس وقت شادی شدہ تھے"؟ محمود نے پوچھا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں! لیکن میرے ہاں اس وقت بچے نہیں تھے۔ شادی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ گھر میں میں، میری بیوی اور نانا رہتے تھے۔ اور بس۔"

"ہوں۔ تو پھر۔ چچا کا کوئی پتا نہ چلا؟"

"نہیں۔ تلاش کر کے ہم تھک گئے۔ پولیس بھی کوئی سُراغ نہ لگا سکی۔"

"کیا اس کمرے کا فرش آپ کو بالکل درست حالت میں ملا تھا؟"

"جی ہاں بالکل۔"

اس کا مطلب ہے۔ دو دن میں یہ کام مکمل کر لیا گیا۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"جی۔ کیا مطلب؟" سرفراز نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ لوگ تو دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ قاتل نے انھیں ٹھکانے لگایا۔ گڑھا کھودا یا کھدوایا، انھیں تابوت میں بند کیا۔ اور پھر گڑھا پُر کرنے کے بعد اوپر فرش بھی لگوایا۔ اس طرح کہ آپ لوگ اس فرش میں کوئی تبدیلی بھی محسوس نہ کر سکے۔"

"لیکن سوال یہ ہے۔ اور بہت زوردار سوال ہے کہ قاتل کو اس قدر اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مقتول سے

اسے اس قدر ہمدردی کیوں تھی کہ اس کی لاش کو باقاعدہ ایک تابوت میں بند کیا، کیلیں جڑی گئیں اور پھر تابوت کو گڑھے میں رکھا گیا۔ آخر کیوں۔ اس نے لاش کو ہی گڑھے میں کیوں نہ پھینک دیا۔ اور اس کا مطلب یہ بھی بنتا ہے کہ تابوت پہلے سے تیار کر لیا گیا تھا۔ گویا چچا کو موت کے گھاٹ اتارنے کا منصوبہ پہلے سے بنایا جا چکا تھا۔ اور منصوبہ بنانے والے کو معلوم تھا کہ آپ لوگوں کو دو دن کے لیے شادی پر جانا ہے۔ لہٰذا اس نے تمام تیاریاں پہلے ہی مکمل کر لی تھیں۔"

"پھر وہی سوال۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا۔ کسی کو چچا سے کیا دشمنی تھی۔ اگر دشمنی تھی تو تابوت میں کیوں بند کیا گیا؟"

"یہ اس کیس کے ایسے سوال ہیں، جن کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔"

"ہوں! ہماری اُلجھن اور پریشانی تو بڑھتی ہی جا رہی ہے۔" نانا بولا۔

"کوئی بات نہیں۔ بڑھ جانے دیں۔ آخر اس کا بھی آپ پر کوئی حق ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"کک۔ کس کا حق ہے؟" نانا نے چونک کر پوچھا۔

"پریشانی اور اُلجھن کا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"اوہ ہاں واقعی — یہ تو ہے۔"

"اور ہم اس پن کو کس خانے میں رکھیں گے — ان حضرات کا کہنا تو یہ ہے کہ ان کے چچا گم ہوئے تھے، پھر اس تابوت سے بالوں کی پن کیوں ملی؟"

"ہو سکتا ہے — قتل کرنے والی کوئی عورت رہی ہو۔"

"عورت — اس قدر لمبا چوڑا منصوبہ تو نہیں بنا سکتی۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے — یہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے — چلے تھے خزانہ نکالنے۔" سرفراز خیالی نے منہ بنا کر کہا۔

عین اسی وقت باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی:

"ہمارے ابّا جان آ گئے۔"

"جی — کیا مطلب — آپ کے ابّا جان۔"

"جی ہاں، یعنی کہ انسپکٹر جمشید — اس کیس کے سلسلے میں ہم کچھ بے چارگی سی محسوس کر رہے تھے نا — اس لیے ہم نے انھیں فون کر دیا تھا۔"

"اوہ — اچھا۔" سرفراز خیالی نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

فاروق گیا اور اپنے والد کو اندر لے آیا — انھوں نے ڈھانچے کا بغور معائنہ کیا، اس ہیر پن کو بھی دیکھا — تابوت کا بھی جائزہ لیا، پھر ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

انھوں نے بھی سرفراز خیالی کا بیان غور سے سنا اور بولے:

"فی الحال اس کمرے کو تالا لگا دیں — یہ گڑھا اور ڈھانچہ اسی طرح رہنے دیں — اور یہ بتائیں — گم شدگی کی رپورٹ کس تھانے میں درج کرائی تھی؟"

"اسی علاقے کے تھانے میں۔"

"ہوں — تاریخ تو آپ کو یاد نہیں ہو گی۔"

"میں نے نوٹ بک میں ضرور درج کی ہو گی۔" سرفراز خیالی نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! ذرا تلاش کر لائیں — اس طرح فائل تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔"

"ہوں اچھا۔"

سرفراز خیالی چلا گیا — انسپکٹر جمشید نانا کی طرف مڑے:

"مجھے ایک بات کا یقین ہے۔" انھوں نے اس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"کس بات کا؟"

"اس بات کا کہ اس معاملے میں آپ ضرور کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔"

"مم — میں — نہیں تو، بھلا میں کیا جان سکتا ہوں — میں تو خود ان لوگوں کے ساتھ شادی میں شرکت کے لیے

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

گیا ہوا تھا۔"

"ہوں! شادی کس کے ہاں تھی؟"

"نواب سراج خان کے ہاں۔"

انھوں نے نوٹ بک میں نواب سراج کا نام اور پتا درج کر لیا — اسی وقت سرفراز اندر داخل ہوا — اس نے وہ نوٹ بک ان کے سامنے کر دی — وہاں وہ تاریخ لکھی ہوئی تھی — جس تاریخ میں رپورٹ لکھوائی گئی تھی — انھوں نے تاریخ نوٹ کر لی — اور بولے:

"اس قتل کے سلسلے میں اگر آپ کو کچھ معلوم ہو تو بتا دیں۔"

"ہمیں بالکل کچھ معلوم نہیں ہے جناب — ہم تو آج تک اسی خیال میں رہے کہ کسی وجہ سے چچا ہمیں چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں، شاید انھوں نے شادی وادی کر لی ہو گی — اور ہم لوگوں سے ملنا اب پسند نہیں کر رہا ہو گا۔"

"ہوں! کیا ان کا شادی کا کوئی پروگرام تھا؟"

"جی ہاں! بالکل۔"

"کس گھرانے میں؟" وہ بولے۔

"ہمارے دور کے رشتے دار ہیں — تیمور مراد — ان کی بیٹی سے ان کا شادی کا ارادہ تھا۔"

"چچا کی گم شدگی کے بعد آپ نے ان سے بھی معلوم کیا تھا۔"

"بالکل جناب! سبھی کے ہاں جا کر پتا کیا تھا۔"

"آپ کی اپنی شادی کہاں ہوئی؟"

"میری شادی — میری شادی ان کی گم شدگی سے چند دن پہلے ہی تو ہوئی تھی — اتفاق کی بات ہے کہ یہ شادی بھی نواب سراج کے ہاں ہی ہوئی تھی۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید چونک اٹھے۔

"مطلب یہ کہ میں نواب سراج کا داماد ہوں۔"

"اور آپ کے چچا بھی ان کے داماد بننا چاہتے تھے — یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔" وہ بولے۔

"یہ بات نہیں — وہ نواب سراج کے خاندان میں سے ان کے ماموں زاد بھائی کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے تھے۔"

"تو پھر آپ نواب سراج کے ماموں زاد کا نام بتائیں نا۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"خاور مرزا۔"

"یہ تو کچھ الجھن دار رشتہ داریاں ہو گئیں — آپ کی شادی تیمور مراد کے ہاں ہوئی ہے — یہ ٹھیک ہے۔" فاروق نے الجھن کے عالم میں کہا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں! یہ بالکل ٹھیک ہے۔"

"اور تیمور مراد کے ماموں زاد بھائی خاور مرزا کی بیٹی سے شادی کرانا چاہتے تھے آپ کے چچا — کیا آپ کے چچا آپ کے ہم عمر تھے؟"

"جی ہاں بالکل — ہم عمر تھے۔"

"تو پھر خاور مرزا کی بیٹی کی شادی کہیں اور ہوئی ہو گی۔"

"وہ تو ظاہر ہے — جب چچا کا کوئی پتا نہ چلا تو خاور مرزا نے اپنی بیٹی کی شادی کسی اور سے کر دی۔"

"بہت خوب! آپ کے پاس اس وقت ایک حویلی ہے، ایک پرانا مکان ہے — کچھ اور زمین بھی ہے — کیا اس ساری جائیداد میں آپ کے چچا کا بھی حصّہ تھا؟"

"جی ہاں! وہ پورے نصف کے مالک تھے۔" سرفراز خیالی نے اُلجھن کے عالم میں کہا۔

"بہت خوب!" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لیکن اللہ کے لیے — آپ یہ نہ سوچنا شروع کر دیں کہ میں نے انھیں قتل کیا ہو گا — تاکہ یہ ساری جائیداد میرے قبضے میں آ جائے — آپ دیکھ ہی رہے ہیں — اس میں کتنے کمرے ہیں — جو خالی پڑے ہیں — اور جنگل والا مکان بھی خالی پڑا ہے۔"

"خالی کمرے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"خالی کمرے۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"کک — کیوں — کیا ہوا — خالی کمروں کے بارے میں اس انداز میں بات کیوں کی جا رہی ہے۔" سرفراز خیالی نے حیران ہو کر کہا۔

"اب اس حویلی کے خالی کمروں کو بھی دیکھنا ہو گا۔"

"آپ ضرور دیکھیں — بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"آؤ بھئی — حویلی کے تمام کمروں کو ایک ایک نظر دیکھ لیں۔"

انھوں نے کمروں کو دیکھنے کی مہم شروع کر دی — چند کمروں پر تالے لگے ہوئے تھے، باقی کمرے بغیر تالوں کے تھے — تالے کھلوائے گئے — ان کمروں میں بے کار قسم کا سامان موجود تھا — لیکن ایسے ہی ایک کمرے کا جب تالا کھولا گیا تو وُہ دھک سے رہ گئے — ان کی نظریں سرفراز وغیرہ پر جم کر رہ گئیں، کیونکہ اس کمرے کے فرش پر دو پھاوڑے، دو ہتھوڑیاں اور تابوت بنانے کے سلسلے کا دوسرا سامان بکھرا پڑا تھا —

"یہ کیا ہے بھئی؟"

"ہم یہ آج پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔"

"گویا دس سال میں ان کمروں کو کبھی کھولا نہیں گیا؟"

WWW.URDUFANZ.COM

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"نہیں ۔ ان کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔" سرفراز نے کہا۔

"ہوں! لیکن تالے تو آپ نے لگائے ہوئے ہیں، چابیاں تو آپ کے پاس سے، ہم نے لی ہیں۔"

"یہ ٹھیک ہے ۔ لیکن ان کمروں کی چابیاں ایک مدت سے اس کیل سے لٹکی رہتی ہیں ۔ جب ہم شادی پر گئے، اس وقت بھی یہیں لٹکی ہوئی تھیں ۔ جس نے قتل کیا ۔ اس نے یہ کمرہ کھول کر یہ چیزیں یہاں رکھ دیں ۔ اگر یہ کام میرا ہوتا ۔ تو کیا میں دس سال بعد بھی ان چیزوں کو اِدھر اُدھر نہیں کر سکتا تھا؟"

"بات معقول ہے، لیکن آپ کے لیے ایک اور مشکل ہے۔"

"جی کیا مطلب؟ وُہ چونکا۔

"یہ تو اب معلوم ہوا ہے کہ چچا قتل کر دیے گئے تھے ۔ ان دس سالوں تک تو آپ کو ان کا انتظار ہی رہا ہوگا۔ آپ اس خیال میں ہی رہے ہوں گے کہ چچا کسی وقت بھی واپس آ سکتے ہیں۔"

"ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو کیا آپ کے چچا کا حصّہ جوں کا توں رکھا ہوا ہے، ان کے حصّے کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔"

"ہاں! بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! اگر یہ بات ہے تو سارے حسابات چیک کرنا ہوں گے ۔ اور ہمارے ادارے کا اکاؤنٹنٹ آ کر یہ کام کرے گا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"تو پھر اب ہم اجازت چاہیں گے ۔ ڈھانچے والا کمرہ فی الحال بند رہے گا اور اسی حالت میں ۔ میرے ماتحت بھی جلد یہاں آئیں گے ۔ انھیں اپنی کارروائی پوری کرنا ہوگی۔"

"ضرور ۔ کیوں نہیں۔"

وہ وہاں سے نکل کر کار میں آ بیٹھے ۔ انسپکٹر جمشید نے اکرام کو فون پر ہدایات دیں ۔ وہاں کھڑی زائد کار کے بارے میں بھی ہدایات دیں اور روانہ ہو گئے ۔

"یہ کیس، ہماری سمجھ میں تو آیا نہیں۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"اور تمھاری سمجھ میں کوئی کیس آتا کب ہے۔" فرزانہ نے بھنّا کر کہا۔

"تم تو اس طرح کہہ رہی ہو جیسے تمھاری سمجھ میں آ گیا ہے۔"

"نہیں آیا تو آ جائے گا ۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے ۔ ہمیں تو حیرت ابّا جان پر ہے ۔ یہ ہمیں کچھ نہیں بتا رہے،

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

جب کہ انھیں بہت کچھ معلوم ہے۔"

"ہاں! لیکن میں چاہتا ہوں، تم اپنی عقل سے کام لو — اور اس کیس کی تہ تک پہنچ کر دکھاؤ — تمھاری مدد کے لیے میں تیار ہوں — تمھیں چاہیے — پہلے اس پر غور کرو کہ قاتل کو لاش تابوت میں بند کرنے کی کیا ضرورت تھی — دوسری بات، تابوت میں ہیرپن کیوں پائی گئی، کیا قتل کرنے والی کوئی عورت تھی اور ہیرپن اس سے تابوت میں گر گئی یا قاتل نے کیس کو الجھانے کے لیے ڈال دی — اس صورت میں غور کرنا ہو گا کہ کیا قاتل کو پتا تھا — لاش کسی دن ضرور کھود نکالی جائے گی — اور سب سے اہم وہ شخص ہے — جس نے رستم علی کو گانٹھا تھا — آخر وہ کیا چاہتا تھا — اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ اسے معلوم تھا، گڑھے سے خزانہ نہیں، لاش نکلے گی — گویا وہ چاہتا تھا کہ لاش نکلے اور مجرم گرفتار ہو — اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اسے معلوم تھا، سرفراز خیالی کے چچا گم نہیں ہوئے، انھیں قتل کیا گیا ہے — یہاں یہ عجیب ترین بات پیدا ہوتی ہے کہ پھر وہ دس سال تک خاموش کیوں رہا، اسے تو یہ بات اسی وقت سامنے لے آنی چاہیے تھی، لیکن اس نے

ایسا نہیں کیا — اس نے یہ کام دس سال بعد کیا، آخر کیوں؟"

انسپکٹر جمشید یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"دماغ ہے کہ الجھتا ہی جا رہا ہے۔" فرزانہ بولی۔

انسپکٹر جمشید نے اچانک کار روک لی:

"کیا ہوا ابا جان؟"

"بس — میں یہیں اتروں گا۔"

"خیر تو ہے؟"

"تم اس کیس کے سلسلے میں جہاں جانا چاہو، جا سکتے ہو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی کیا مطلب؟"

"میں نے ابھی اور اسی وقت یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ کیس مکمل طور پر تم حل کرو گے — میں تمھاری کوئی مدد نہیں کروں گا — ہاں! اگر تین دن تک تم کیس حل نہ کر سکے تو تمھیں ناکامی کا اعلان کرنا پڑے گا اور اس وقت میں کیس پر کام شروع کروں گا۔"

"یہ — یہ تو آپ نے ہمیں امتحان میں ڈال دیا۔" فاروق نے کہا۔

"کبھی ایسا بھی ہونا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے اور کار سے اتر گئے۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

اِنسپکٹر جمشید وہاں سے واپس مڑ گئے ۔ اسی وقت انھوں نے پاس سے گزرنے والی ایک ٹیکسی روک لی ۔ وہ انھیں جاتے ہوئے دیکھتے رہے :

"اب چلے گا پتا" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا پتا چلے گا ۔ اور کس کو چلے گا ۔ بلکہ کیوں چلے گا" فرزانہ نے جھلّائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ کیس ہم سے تو حل ہو گا نہیں"

"تو کیا ہمارے فرشتے حل کریں گے ۔ پہلے ہی ہمت ہار دی ہے ۔ اور یہ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی ہے"

"نہیں بھئی ۔ ہم کیس حل کریں گے ۔ اِن شاء اللہ" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"سوال تو یہ ہے کہ شروع کہاں سے کریں؟"

"سب سے پہلے ہم نواب سراج کے ہاں چلتے ہیں ۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان دو دنوں میں سرفراز اپنے بیوی بچّوں کو چھوڑ کر واپس آ گیا ہو اور واردات کر کے پھر وہاں چلا گیا ہو"

"ہاں ! ایسا ہو سکتا ہے ۔ اگر ثبوت مِل جائے"

"تو چلو" فرزانہ نے کہا۔

محمود نے کار چلانا شروع کی ۔ یکساں رفتار سے چلتے

ہوئے وہ تین گھنٹے بعد اس شہر میں داخل ہوئے ۔ نواب سراج تو مشہور آدمی تھا ، لہٰذا انھیں اس کے گھر تک پہنچنے میں کوئی دِقّت نہ ہوئی ۔

محمود نے دروازے پر دستک دی ۔ پھر جونہی دروازہ کھُلا ، وہ بُری طرح اُچھلے ۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

نئی بات

دروازے میں اِنسپکٹر جمشید کھڑے مُسکرا رہے تھے:

"ابّا جان! آپ اور یہاں — وُہ بھی ہم سے پہلے۔" محمود کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں بھئی — اس کیس نے مجھے بھی بہت زیادہ بے چین کر دیا ہے — میں دراصل تم سے بھی پہلے راز کی تہ تک پہنچ جانا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر آپ ہمارے ساتھ ہی یہاں تک کیوں نہیں آ گئے؟"

"تم لوگوں کو رخصت کرنے کے بعد خیال آیا کہ مجھ سے بھی گھر نہیں بیٹھا جائے گا — لہٰذا میں نے سب سے پہلے نواب سراج سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم بھی سب سے پہلے انھی سے ملو گے۔"

"لیکن آپ تو ہم سے بھی بعد میں روانہ ہوئے ہوں گے۔"

تو پھر پہلے کس طرح پہنچ گئے؟"

"تم بہت ہی مناسب رفتار سے آئے ہو — میں ذرا تیز ڈرائیونگ کر کے پہنچا ہوں۔" وُہ مسکرائے۔

"اس کا مطلب ہے — آپ ان سے مل کر بات کر چکے ہیں۔"

"نہیں — نواب سراج شہر گئے ہوئے ہیں۔ ہمارا سفر بے کار گیا — ہمیں فون کر کے آنا چاہیے تھا۔"

"تو کیا ہم گھر کے باقی افراد سے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکتے۔"

"ان سے میں بات کر چکا ہُوں — ان کا کہنا ہے کہ دعوت والے روز سرفراز خیالی اور ان کی بیوی ان کے ہاں آئے ہوئے تھے — اور نانا بھی ساتھ آئے تھے — اور بس انھیں اس سے زیادہ کچھ یاد نہیں۔"

"ہوں! اور کچھ یاد نہیں — لیکن اتنی سی بات تو ہمارے کسی کام کی نہیں۔"

"اسی لیے نواب سراج سے ملنا ضروری ہے — شاید وہ کچھ بتا سکیں۔"

"میں نے پتا لکھ لیا ہے اور فون بھی کر دیا ہے، ہم ان سے وہیں مُلاقات کر سکیں گے۔" انھوں نے کہا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"دھت تیرے کی — یہ سفر بالکل بے کار گیا۔"

"شکل یہ ہے کہ یہ معاملہ ہے دس سال پہلے کا — دس پہلے اگر ہم نے تفتیش شروع کی ہوتی تو بہت سی باتیں معلوم ہو جاتیں — اب آج کل لوگوں کی یادداشت اتنی تیز رہی نہیں۔"

"ہوں! تو پھر چلیے — ارے مگر — گھنٹی کے جواب میں کوئی باہر کیوں نہیں نکلا۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے تمہاری گھنٹی پہچان لی تھی — لہٰذا انھیں روک دیا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا، پھر بولے:

"لیکن تم ایک بات بھول رہے ہو۔"

"اور وہ کیا ابّا جان؟"

"خاور مرزا بھی تو اسی شہر میں رہتے ہیں — کیا ان کے لیے پھر سے آؤ گے۔"

"ارے — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — خاور مرزا یہاں اس میں رہتے ہیں — ہمیں تو ان کا جو پتا دیا گیا ہے، وہ دارالحکومت کا ہے۔"

"ہاں! لیکن پتا دینے والوں کو خود یہ بات معلوم نہیں کہ وہ یہاں سے شہر منتقل ہو چکے ہیں — خاور مرزا اور سرفراز خیالی کے گھرانے ایک مدت سے ناراض ہیں — مجھے ابھی تک ناراضی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔"

"لیکن کیوں معلوم نہیں ہو سکی۔"

"یہ بات مجھے دراصل نواب سراج کے گھر والوں نے بتائی ہے — یہ گھرانہ ان دونوں گھرانوں کا دوست ہے نا۔"

"اس کا مطلب ہے — دعوت والے دن خاور مرزا بھی دعوت میں شریک رہے ہوں گے۔"

"ہاں بالکل۔"

"کاش — اس دعوت کے دو دنوں کی ساری تفصیلات کوئی ہمیں بتا دے۔"

"آؤ — پہلے خاور مرزا سے مل لیں، پھر شہر جا کر نواب سراج سے بات کریں گے۔"

انھوں نے کاغذ نکال کر پتا پڑھا اور پھر تلاش کرتے ہوئے آخر وہاں پہنچ گئے — انھوں نے دیکھا — وہ ایک عالی شان کوٹھی کے سامنے کھڑے تھے:

"کچھ زیادہ ہی دولت مند لگتا ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"ہو گا — ہمیں کیا۔" محمود نے کندھے اچکائے اور دروازے پر دستک دی — جلد ہی دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی باہر نکلا:

"جی فرمائیے۔"

"ہمیں خاور مرزا سے ملنا ہے۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"خاور مرزا دارالحکومت گیا ہوا ہے — ایک ہفتہ پہلے گیا تھا — پتا نہیں، آج آ جائے یا چند دن بعد"۔ اس نے کہا۔

"اوہ! کیا آپ ان کا دہاں کا پتا دے سکتے ہیں؟"

"ہاں! کیوں نہیں — وہاں وہ اپنے دوست ساگر رومی کے ہاں ٹھہرتا ہے — پتا لکھ لیں"۔

"بہت بہت شکریہ! آپ کی تعریف؟" انھوں نے پتا لکھنے کے بعد کہا۔

"میں اس کا والد ہوں"۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں — وہ وہاں کس سلسلے میں گئے ہوئے ہیں؟"

"بس ساگر رومی اس کا گہرا دوست ہے — اس کے پاس اکثر جاتا رہتا ہے"۔

"خاور مرزا کام کیا کرتے ہیں؟"

"اسے کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں — خاندانی رئیس ہیں ہم — بے تحاشہ زمینیں ہیں ہمارے پاس"۔

"انگریزوں کے دور میں تو نہیں ملی تھیں؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا —

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے"۔

"شکریہ — سنا ہے — سرفراز خیالی کے چچا آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے تھے؟"

"یہ تو بہت پرانی بات ہو گئی"۔ اس نے سرد آہ بھری۔

"جی ہاں! دس سال پرانی — آپ سرفراز خیالی کے چچا کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں"۔

"پتا نہیں، بے چارہ کہاں ہو گا — ویسے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اسے سرفراز خیالی نے قتل کرا دیا تھا اور اس کی لاش کو کہیں دفن کر دیا گیا — جو پولیس کو آج تک مل نہ سکی"۔

"لیکن مسٹر سرفراز خیالی بھلا کیوں اپنے چچا کو قتل کرواتا"۔

"وہ آدھی جائیداد کا مالک تھا — اب پوری کا"۔

"کیا آپ کے خیال میں سرفراز خیالی ایسا کر سکتے تھے؟"

"ہاں کیوں نہیں — وہ بہت تیز آدمی ہے"۔

"اچھا شکریہ — اب ہم چلیں گے"۔

"آپ لوگوں نے اپنے نام تک نہیں بتائے — اور میں آپ کو بیٹھنے کے لیے بھی نہ کہہ سکا — یہ تو اچھا نہیں لگا"۔

"میں انسپکٹر جمشید ہوں — یہ میرے بچے محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں"۔

"کیا!!!" وہ چلایا اور پھر اندر کی طرف دوڑ پڑا۔

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

جلد ہی گھر کے باقی افراد دروازے پر موجود تھے۔ بوڑھا ان سب سے آگے تھا۔

"یہ سب آپ لوگوں کے چاہنے والے ہیں۔ دن رات آپ کے کارناموں کا ذکر کرتے نہیں تھکتے۔ اور آپ ہیں کہ دروازے پر سے ہی چلے جا رہے تھے۔ آپ کو اندر آنا ہو گا۔ ہم اس طرح آپ کو نہیں جانے دیں گے۔"

وہ اندر جانے پر مجبور ہو گئے۔

"اب بتائیے۔ آپ آئے کیسے تھے؟"

"صرف خاور مرزا صاحب سے ملنے کے لیے۔"

"لیکن ابا جان سے آپ کو کیا کام پڑ گیا؟" ایک گول مٹول لڑکی بولی۔

"ایک خاص کام۔ یہ چکر ہے سرفراز خیالی کے چچا کی گم شدگی کا۔" انھوں نے کہا۔

"اوہ۔ وہ۔ بے چارہ۔ بھائی جان۔" ایک اور لڑکی نے سرد آہ بھری۔

"پتا نہیں۔ کہاں ہوں گے بے چارے۔ کس حال میں ہوں گے۔"

"دس سال پہلے نواب سراج نے ایک دعوت دی تھی۔ عین ان دو دنوں کے دوران وہ گم ہوئے تھے۔ کیا یہ

باتیں آپ کو معلوم ہیں؟"

"بہت اچھی طرح۔"

"لیکن آپ ہمیں کوئی نئی بات نہیں بتا سکتے۔"

"نہیں۔ ابا جان کا خیال ضرور بتا سکتے ہیں۔ یہ کہ وہ گم نہیں ہوئے۔ انھیں کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"کسی نے نہیں۔ سرفراز خیالی نے۔ اس کے سوا کسی کو اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔"

"لیکن دادا جان۔ ہم کسی پر بغیر ثبوت کے الزام بھی تو نہیں لگا سکتے۔" گول مٹول لڑکی نے کہا۔

"تم اپنے باپ کی باتیں کیوں بھول جاتی ہو بیٹی۔ خاور کوئی بچہ نہیں ہے۔ اسے اس بات پر سو فی صد یقین ہے۔"

"لیکن ان کے پاس بھی ثبوت کوئی نہیں۔"

"اگر ثبوت ہوتا تو وہ دس سال تک کیوں خاموش رہتا۔"

"اور آپ نے اپنی بیٹی کی شادی کہاں کی؟"

"دور کے رشتے داروں میں۔"

"کیا آپ سب نے وہ شادی اپنی خواہش سے کی تھی؟"

"نہیں! ہم سب کی خواہش زوار خیالی سے کرنے کی تھی۔ خود میری بچی کی بھی یہی خواہش تھی۔ افسوس، اس کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔" بوڑھے کی آنکھوں میں یہ کہتے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

ہوئے آنسو آ گئے۔

اسی وقت ملازم چائے کی ٹرالی دھکیلتا اندر داخل ہوا:

"اوہو۔ یہ آپ لوگوں نے کیا کیا۔ ہم تو اپنے وقت کے بغیر چائے وغیرہ نہیں پیتے۔"

"آج ہماری خاطر پی لیں۔" بوڑھے نے غم زدہ آواز میں کہا۔

اور انھیں چائے پینا پڑی۔ پھر وہاں سے رخصت ہو کر شہر پہنچے۔ اب ان کا رخ اس گھر کی طرف تھا۔ جس میں نواب سراج ٹھہرے ہوئے تھے۔ جلد ہی وہ اس گھر کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ ایک نوجوان لڑکے نے دروازہ کھولا:

"نواب سراج یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟"

"جی ہاں! فون آپ نے ہی کیا تھا۔ تین گھنٹے پہلے۔"

"ہاں بالکل۔" وہ بولے۔

"تشریف لائیے۔"

نوجوان انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا۔ جلد ہی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ انھوں نے نظریں اٹھائیں۔ لمبے قد کے بھاری بھرکم انسان اندر داخل ہو رہے تھے:

"مجھے نواب سراج کہتے ہیں۔ آپ مجھ سے ملنے میرے گھر گئے تھے۔ وہ بھی یہاں سے۔"

"جی ہاں! بس آپ اسے ہماری بے وقوفی کہ لیں۔ ملنے سے پہلے فون نہیں کیا۔ فون کر لیتے تو یہ چھے گھنٹے ضائع نہ ہوتے۔"

"ہوں۔ فرمائیے۔ آپ لوگ کون ہیں اور مجھ سے آپ کو کیا کام ہے؟"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں اور یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"اوہو اچھا۔" ان کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"گویا آپ ہمیں جانتے ہیں۔"

"بہت اچھی طرح، لیکن پہچانتا نہیں تھا۔ فرمائیے، کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"آپ کے گھر میں دس سال پہلے ایک دعوت دی گئی تھی، آپ نے اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو اس دعوت میں بلایا تھا۔ اور دعوت کا پروگرام بھی دو دن کا تھا۔"

"ہاں! میری بچی کی شادی ہوئی تھی۔ تو پھر؟"

"اس دعوت میں سرفراز خیالی آپ کے دوست اور ان کی بیوی نے بھی شرکت کی تھی۔"

"بالکل کی تھی۔"

"لیکن اس دعوت میں سرفراز خیالی کے چچا شریک نہیں ہوئے تھے۔ آپ کو یاد ہے؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں! کیوں نہیں — وہ بیمار تھے۔"

"بالکل ٹھیک — اور جب دعوت سے فارغ ہوکر سرفراز خیالی واپس اپنے گھر گئے تو ان کے چچا غائب تھے۔"

"جی ہاں! یہ بات بھی ہے — آپ کو تو سب باتیں معلوم ہیں۔"

"ہاں! معلوم ہیں، لیکن ہم آپ کے ذریعے کچھ اور معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں — ذرا اپنے ذہن تو دوڑائیے — اس دعوت میں کوئی خاص بات ہوئی تھی۔"

"کوئی خاص بات" وہ بڑبڑائے۔

"ہاں! بہت خاص بات۔"

"میرے خیال میں تو کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔"

"اچھا، یہ بتائیں — سرفراز خیالی تمام وقت وہیں رہے یا درمیان میں کہیں گئے تھے؟"

"درمیان میں — نہیں بالکل نہیں — وہ تو تمام وقت وہیں رہے تھے۔"

"اور ان کی بیوی بھی؟"

"ان کی بیوی بھی وہیں رہیں — وہ دونوں قطعاً کہیں نہیں گئے — یہ بات میں اس لیے بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ رات کا وقت بھی ہم نے ساتھ گزارا تھا اور ہم سوئے

نہیں تھے۔"

"ہوں — اچھا — ان کے چچا کی گم شدگی کے بارے میں آپ کیا بتا سکتے ہیں؟"

"ان کے چچا سے میری ملاقات صرف دو ایک بار ہوئی تھی — میں ان کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا — میری دوستی تو سرفراز خیالی سے ہے — اور وہ ایک بہت اچھے انسان ہیں۔"

"شکریہ! آپ کو یہ بات تو معلوم ہوگی کہ وہ خاور مرزا کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے تھے۔"

"ہاں! یہ بات سرفراز نے ایک دو بار بتائی تھی۔"

"اور سرفراز کے چچا — اس کے ہم عمر تھے — یعنی ان سے بڑے نہیں تھے۔"

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے۔"

"شکریہ! تو پھر یہ شادی کیوں نہ ہو سکی؟"

"ہوتی کیسے — چچا تو گم ہو گئے تھے۔"

"پھر — کیا خاور مرزا نے ان کے انتظار میں اپنی بیٹی کو روکے رکھا؟"

"ایک سال تک وہ انتظار کرتے رہے، پھر انھوں نے بیٹی کی شادی کر دی۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔

"کیوں! آپ کو یہ سُن حیرت کیوں ہوئی؟"

"یہ حیرت کا نہیں — افسوس کا اظہار تھا۔" فاروق مسکرا کر بولا۔

"آپ کو سرفراز خیالی کے چچا کے بارے نئی بات معلوم ہے۔"

"نئی بات سے آپ کی کیا مُراد؟"

"ان کی لاش اس حویلی سے مل گئی ہے — جس میں سرفراز خیالی رہتے ہیں۔"

"کیا — نہیں!" وہ چلّائے۔

"آپ یہاں آئے ہوئے ہیں — اور آپ کے دوست اس وقت چچا کی لاش کے سرہانے بیٹھے ہیں۔"

"دس سال بعد بھی لاش محفوظ ہے۔" نواب سراج نے حیران ہو کر کہا۔

"لاش نہیں — ڈھانچہ۔"

"اُف میرے اللہ — ڈھانچہ کہاں سے ملا؟"

"حویلی کے ایک کمرے میں دفن تھا — کھدائی کرنے پر نکلا ہے۔"

"لیکن کھدائی کرنے کی ضرورت کیا پیش آ گئی تھی؟"

"یہ ساری تفصیل آپ کو سرفراز خیالی بتا دیں گے — آپ ذرا یاد کرنے کی کوشش کرتے رہیے گا — اگر اُس دعوت کی کوئی خاص بات یاد آ جائے — تو ضرور بتائیے گا۔" انسپکٹر جمشید نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھی بات ہے — آپ فکر نہ کریں۔"

وُہ وہاں سے نکل آئے۔

"اس گھر بھی چلے چلتے ہیں جس میں اس وقت خاور مرزا ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

"اوہ ہاں! بالکل ٹھیک۔"

یہ پتا تلاش کرنے میں انھیں کافی دقت ہوئی — آخر مل گیا — مالک مکان ادھیڑ عمر آدمی تھا — اس نے حیران ہو ان کی طرف دیکھا:

"فرمائیے — کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"آپ خاور مرزا کے دوست ہیں؟"

"اوہ! خاور مرزا — ہاں کیوں؟"

"سُنا ہے، وُہ آج کل آپ کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں — ہم تو ان سے ملنے ان کے شہر چلے گئے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے —

"اوہ! تب تو آپ کو بہت پریشانی ہوئی ہو گی۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"وہ تو ہو چکی — اس کا ذکر کیا — ہمیں فوراً خاور مرزا صاحب سے ملوا دیجیے۔"

"مجھے افسوس ہے — میں آپ کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا — وہ صبح کے گھر سے نکلے ہوئے ہیں — اور اب تک لوٹ کر نہیں آئے — اب تو میں بھی ان کی طرف سے فکر مند ہو گیا ہوں۔"

"اوہو، کیا کہا — صبح سے گئے ہوئے ہیں۔"

"ہاں! جب کہ وہ کہہ گئے تھے — جلد ہی لوٹ آئیں گے۔"

"وہ یہاں کتنے دن سے آئے ہوئے ہیں؟"

"چھے سات دن تو ہو ہی گئے ہوں گے۔"

"کیا وہ پہلے بھی اسی طرح آ کر مہمان ٹھہرا کرتے ہیں؟"

"ہاں اکثر — ان کی میری دوستی بہت پرانی ہے۔"

"مہربانی فرما کر آپ ان کا حلیہ بتا دیں۔"

"حلیہ — لیکن بات کیا ہے؟" اب وہ پریشان ہو گیا۔

"ہم قتل کے ایک کیس کی تفتیش کر رہے ہیں۔"

"ارے باپ رے — قتل کا کیس — لیکن میرے دوست کا بھلا اس کیس سے کیا تعلق۔"

"آپ نے کبھی سرفراز خیالی کا نام سنا ہے؟"

"جی ہاں! اکثر سنا ہے — میرے دوست خاور مرزا انھیں

اچھا انسان نہیں سمجھتے — ان کا خیال ہے کہ سرفراز خیالی نے اپنے چچا کو قتل کیا ہے۔"

"ہم بھی اسی کیس پر کام کر رہے ہیں — مہربانی فرما کر خاور مرزا صاحب کا حلیہ بتا دیں۔"

"پتا نہیں — آپ حلیہ کیوں پوچھ رہے ہیں — خیر سنیے — وہ دبلے پتلے، لمبے قد کے آدمی ہیں، ان کی ناک کی نوک پر سرخ رنگ کا ایک تل ..."

"کیا!!!" وہ زور سے اچھلے —

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

اندر

"کیا ہوا جناب! خیر تو ہے — آپ تو اس طرح اُچھلے ہیں جیسے کوئی بہت عجیب بات ہو گئی ہو"۔ ساگر رومی نے حیران ہو کر کہا۔

"جی — جی ہاں! کچھ ایسی ہی بات ہو گئی ہے — مہربانی فرما کر آپ پُورا حُلیہ بیان کریں"۔ انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"اس کی آنکھیں بالکل سیاہ ہیں اور بڑی بڑی بھی — پیشانی چوڑی — چوڑی پیشانی اس کے ذہین ہونے کی خبر دیتی ہے — سینہ بہت چوڑا سا محسوس ہوتا ہے"۔

"اب ہمیں یقین ہو گیا"۔ انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"کک — کس بات کا یقین ہو گیا؟"

"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا"۔

"لیکن کہاں؟"

"مُردہ خانے — وہاں ایک عدد لاش موجود ہے —

ہو نہ ہو — وُہ آپ کے دوست خاور مرزا کی لاش ہے"۔

انھوں نے سرسراتی آواز منہ سے نکالی۔

"کیا — نہیں"۔ وُہ بُری طرح اُچھلا۔

"آئیے ہمارے ساتھ"۔

وُہ اُسے لے کر مُردہ خانے پہنچے — لاش کے چہرے سے جونہی کپڑا ہٹایا گیا — اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی:

"نہیں نہیں — یہ غلط ہے — یہ جھوٹ ہے"۔

"آپ کوئی خبر نہیں سُن رہے — آنکھوں سے لاش کو دیکھ رہے ہیں — آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے دوست نے یہاں ایک مکان کرائے پر لے رکھا تھا — اس مکان میں انھوں نے ایک شخص رستم علی سے ملاقات کی تھی — اوہو — یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ وہ خود ہی کہتے کہتے رک گئے۔

"جی کیا مطلب — کیا کیسے ہو سکتا ہے — آپ تو یہ کہہ رہے تھے کہ خاور مرزا نے کرائے کے مکان میں ایک شخص رستم علی سے مُلاقات کی تھی"۔

"ہاں! میں یہی تو کہہ رہا تھا اور اس کے بعد میرے مُنہ سے جُملہ نِکلا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"یہی تو ہم پُوچھ رہے ہیں کہ کیا کِس طرح ہو سکتا ہے؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ایک منٹ ۔ وہ رستم علی کہاں گیا؟"

"رستم علی کو فی الحال اکرام کے پاس چھوڑ دیا گیا تھا۔" محمود نے بتایا۔

انسپکٹر جمشید نے فوراً اکرام کو فون کیا:

"ہیلو اکرام ۔ رستم علی کہاں ہے؟"

"میرے پاس۔" اس نے کہا۔

"اسے لے کر فوراً یہاں آجاؤ ۔ مُردہ خانے کے باہر۔"

"جی بہتر!" اس نے کہا۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے ۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔" ساگر رومی نے حیران ہو کر کہا۔

"مسٹر ساگر رومی ۔ آپ کے دوست خاور مرزا دُوسرے شہر سے یہاں آپ کے پاس آئے ہوئے تھے ۔ پھر انھیں کرائے کا مکان لینے کی بھلا کیا ضرورت تھی ۔ غور فرمائیں۔ اور پھر انھوں نے وہاں ایک آدمی سے خفیہ ملاقات کی تھی، اس کے ذمے ایک عجیب ترین کام لگایا تھا ۔ اور پھر ان کی لاش اس مکان میں ملی ۔ کیا آپ اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"نن ۔ نہیں۔" وہ ہکلایا۔

"ہوں! ذرا انتظار کریں ۔ رستم علی کو یہاں آجانے دیں۔"

وُہ مُردہ خانے سے باہر نکل آئے ۔ چند منٹ کے انتظار کے بعد آخر اکرام رستم علی کو لیے وہاں آ پہنچا۔

"یہ ہیں مسٹر رستم علی ۔ کیا آپ انھیں جانتے ہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی نہیں ۔ پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں۔" ساگر رومی نے کہا۔

"شکریہ! میرا بھی یہی خیال ہے کہ آپ انھیں پہلی مرتبہ دیکھ رہے ہیں ۔ اب سُنیے ۔ آپ کے دوست نے ان کے ذمے کیا کام لگایا تھا ۔ لیکن نہیں، پہلے میں رستم علی سے دو باتیں کر لوں۔" یہ کہہ کر وہ اس کی طرف مڑے اور بولے:

"آپ نے کیا بتایا تھا ۔ آپ کو خاور مرزا کی طرف سے خط ملا تھا؟"

"جی ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"اور اس خط میں آپ کو مُلاقات کی دعوت دی تھی اور اس مکان کا پتا اس خط میں لکھا تھا جس پر آپ ہمیں لے گئے تھے۔"

"بالکل ٹھیک۔" اس نے کہا۔

"وہ خط دکھا سکتے ہیں۔"

"جی نہیں ۔ اس کی ہدایت تھی کہ خط پڑھنے کے بعد

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

ضائع کر دیا جائے۔"

"اور آپ نے وہ خط ضائع کر دیا تھا؟"

"بالکل کر دیا تھا۔"

"مسٹر رستم — آپ کہاں رہتے ہیں؟"

"مم — میں — یہیں — ایک کرائے کے مکان میں۔"

"اس کا پتا؟" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"جی — وہ — بات یہ ہے کہ ..." وہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔

"بات یہ ہے کہ آپ اس شہر میں نہیں رہتے — اس وقت کسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں — میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟"

"آپ — آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ آپ خاور مرزا صاحب کے ساتھ ہی اس شہر میں آئے تھے — ان کی ہدایت پر آپ ہوٹل میں ٹھہرے تھے اور انھوں نے وہ مکان کرائے پر لیا تھا — آپ ہوٹل سے آیا کرتے تھے ان سے ملنے کے لیے — چند دن آپ نے حالات کا جائزہ لینے میں گزارے تھے اور پھر اپنے منصوبے پر عمل شروع کیا تھا، یہ کہ آپ محمود، فاروق اور فرزانہ کے پاس آئیں — اور انھیں وہ کہانی سنائیں — یعنی جو کہانی آپ کو خاور مرزا نے

سکھائی تھی۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر — آپ نے ہی انھیں قتل کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے یک دم کہا۔

"نن — نہیں — یہ غلط ہے — میں تو ان سے رخصت ہونے کے بعد سیدھا آپ کے گھر پہنچا تھا اور پھر تو میں ساتھ رہا ہوں — یہاں تک کہ بعد میں مجھے سب انسپکٹر اکرام صاحب کے پاس چھوڑ دیا گیا — میں ان سے اجازت لے کر بھی کہیں نہیں گیا۔"

"ہاں! یہ ٹھیک ہے سر۔"

"تو پھر — آپ یہ ضرور جانتے ہیں کہ قاتل کون ہے؟"

"جی — جی نہیں۔"

"اچھا یہ بتا دیں — خاور مرزا کا پروگرام کیا تھا؟"

"خاور مرزا میرے دوست تھے — وہ سرفراز خیالی کے چچا کی گم شدگی پر بہت پریشان تھے — بہت الجھن میں تھے — ایک سال تک تو وہ اس خیال میں رہے کہ شاید سرفراز خیالی سے ان بن ہو گئی ہوگی اور وہ گھر چھوڑ کر چلے گئے ہوں گے — لیکن جب وہ ایک سال تک بھی نہ آئے تو انھوں

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

نے اپنی بہن کی شادی کہیں اور کر دی ۔ اگرچہ انھیں یہ نیا رشتہ پسند نہیں تھا ۔ نہ ان کی بہن کو پسند تھا ۔ لیکن وہ مجبور تھے، کر ہی کیا سکتے تھے۔

ایک روز انھوں نے مجھے بلایا اور خیال ظاہر کیا کہ سرفراز خیالی کے چچا گم نہیں ہوئے ۔ انھیں قتل کیا گیا ہے ۔ میں نے ان سے کہا کہ ہم یہ بات بھلا کس طرح ثابت کر سکتے ہیں ۔ وہ خاموش ہو گئے ۔

دن گزرتے گئے ۔ اس دوران انھوں نے دارالحکومت کے کئی چکر لگائے ۔ وہ کسی طرح یہ جاننا چاہتے تھے کہ گم شدہ فرد کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے۔ انھوں نے اپنی کارروائیوں کے بارے میں مجھے ہر بار بتایا بھی ۔ وہ سرفراز خیالی سے بہانے سے کئی بار ملے ۔ ان کی حویلی کا جائزہ بھی لے کر آئے، ایک دو مرتبہ وہ اپنے ساتھ کسی ماہر کو بھی لے کر گئے ۔ مطلب یہ کہ وہ اس معاملے میں کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہے ۔ لیکن ان کے کام کرنے کی رفتار بہت کم تھی ۔ وقت گزرتا چلا گیا ۔ اور آخر ایک دن انھوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے یہ معما حل کر لیا ہے ۔ سرفراز خیالی کے چچا گم نہیں ہوئے،

انھیں واقعی قتل کیا گیا تھا، یہ بات وہ پہلے بھی کئی مرتبہ کر چکے تھے، اس لیے میں نے ان کی بات توجہ سے نہ سُنی، اس پر انھیں غصہ آ گیا اور کہنے لگے، میں اس کے قاتل کو سزا دلوا کر رہوں گا ۔ اس کے لیے میں نے ترکیب سوچ لی ہے ۔ اگر ہم پولیس کو سیدھے سادے طریقے سے یہ بتاتے ہیں کہ جناب فلاں جگہ دس سال پہلے قتل کی ایک واردات ہوئی تھی، تو وہ یقین نہیں کریں گے اور کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے ۔ لیکن اگر ہم یہ شوشہ چھوڑ دیں کہ فلاں جگہ ایک خزانہ دفن ہے تو اس جگہ کی کھدائی ضرور کی جائے گی ۔ اس طرح اگر لاش نہ ملی تو بھی پولیس ہمیں پریشان نہیں کر سکے گی اور اگر لاش مل گئی تو وہ لوگ پولیس کو خود بخود بُلاتے رہیں گے اور پھر میں ثبوت پیش کروں گا کہ قتل کس نے کیا تھا اور کیوں۔" یہاں تک کہہ کر رستم علی خاموش ہو گیا۔

"اور کیا انھوں نے ثبوت کے بارے میں بتایا تھا؟"

"نہیں ۔ اگرچہ میں نے کوشش کی تھی، لیکن انھوں نے

WWW.URDUFANZ.COM

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

اس بارے میں ایک لفظ بھی مُنہ سے نہ نکالا۔"

"تو ان کا فیصلہ یہ تھا کہ سرفراز خیالی قاتل ہے؟"

"ہاں! یہ بات تو طے ہے۔"

"کاش! وہ یہ سارا بکھیڑا نہ کرتے اور صرف مجھ سے مل لیتے۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آہ بھری۔

"اس کا مطلب ہے۔ قاتل کو ان کے پروگرام کا علم ہو گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قاتل کو کس طرح علم ہوا۔ سرفراز خیالی کو کس نے جا کر بتایا کہ جناب۔ آپ کے خلاف یہ منصوبہ بن چکا ہے اور آپ جلد ہی بطور قاتل جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے۔ اس نے سوچا۔ ایک قتل تو وہ پہلے ہی کر چکا ہے۔ دوسرا بھی کر دے گا تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ لہٰذا اس نے راز کو چھپانے کے لیے بے چارے خاور مرزا کو بھی قتل کر دیا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔" رستم علی نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"سوال یہ ہے کہ قاتل کو کس طرح پتا چلا؟ رستم علی صاحب آپ نے خاور مرزا کے منصوبے کے بارے میں کس کس سے ذکر کیا تھا؟" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"مم۔ میں نے۔ نہیں تو۔ میں نے تو۔ کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔"

"خاور مرزا ڈائری تو نہیں لکھا کرتے تھے؟"

"بالکل لکھتے تھے۔"

"تب پھر وہ ڈائری کسی طرح قاتل کے ہاتھ لگ گئی ہو گی۔ اس میں انھوں نے سب کچھ لکھ دیا ہو گا۔"

"ہوں۔ ہمیں اس سلسلے میں ایک بار پھر سرفراز خیالی سے بات کرنی پڑے گی۔"

"لیکن اس سے کیا ہو گا ابا جان۔ وہ تو یہی کہیں گے کہ انھیں اس قسم کی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تھی اور یہ کام ان کا نہیں ہے۔ ہمیں تو ان کے خلاف ثبوت حاصل کرنا ہو گا۔"

"پھر بھی مل لینے میں کیا حرج ہے۔"

وہ اسی وقت وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اور سرفراز خیالی کے ہاں پہنچے۔ وہ بہت پریشان تھا۔ اور تعزیت کے لیے آنے والوں میں گھرا ہوا تھا۔ ان کا پیغام ملا تو وہ بہت مشکل سے ان تک پہنچا۔

"ہم نے ایک بار پھر آپ کو زحمت دی۔ امید ہے، معاف فرمائیں گے، ہمارا کام ہی دراصل ایسا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی ہاں! کوئی بات نہیں۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"آپ کو بیٹھ کر ہماری بات سُننا پڑے گی۔"

"ضرور — کیوں نہیں۔"

وہ ایک الگ کمرے میں بیٹھ گئے — انسپکٹر جمشید نے اپنی معلومات اسے سنائیں اور آخر میں بولے :

"ان تمام معلومات کی بنا پر یہ جُرم آپ کا ثابت ہوتا ہے۔"

"لیکن یہ جُرم میں نے نہیں کیا۔"

"ابھی ہم کوئی ٹھوس ثبوت حاصل نہیں کر سکے — یہ سارا نتیجہ تو دراصل خاور مرزا صاحب نے نکالا تھا اور انھوں نے ہی ایک طویل مدت تک اس کیس پر کام کیا، لیکن اب وہ اس دُنیا میں نہیں ہیں — لہٰذا ہم ان سے تو یہ پُوچھ نہیں سکتے کہ انھوں نے کیا ثبوت حاصل کیا تھا — اب وہ ثبوت ہمیں تلاش کرنا ہو گا — کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ آپ خود ہی اقرارِ جُرم کر لیں۔"

"لیکن جب میں نے یہ جُرم نہیں کیا تو کس طرح اقرارِ جرم کر سکتا ہوں۔"

"ہاں ! یہ بھی ہے — خیر — ہم ثبوت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے — آپ صرف ایک بات کا جواب دے دیں — آپ نے چچا کی گم شدگی کے بعد ان کی جائیداد کا کیا

کیا تھا، کیونکہ آپ کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ انھیں قتل کر دیا گیا ہے — یہ تو اب معلوم ہوا ہے — لہٰذا آپ نے ان کی جائیداد کا کیا کیا؟"

"میں نے ان کے حصّے کی کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، ان کے حساب کتاب بالکل الگ رکھے ہیں — ان کے اکاؤنٹ میں ان کے حصّے کی رقم برابر جمع کراتا رہا ہوں۔"

"گویا آپ نے حسابات اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں۔"

"جی نہیں ! میں اکاؤنٹ نہیں جانتا — میری بیوی اس معاملے میں زیادہ جانتی ہیں — وہ ایک بہترین اکاؤنٹنٹ ہیں — چچا کے تمام حسابات میں نے انھیں سونپ رکھے ہیں — چیک بک وغیرہ — سب کچھ ان کے پاس ہے — اور میں نے انھیں ہدایت کر رکھی ہے — کہ جب بھی چچا آئیں، یہ چیک بکیں اور چابیاں ان کے حوالے کر دیں اور سارا حساب کتاب بھی انھیں سمجھا دیں۔"

"بہت خوب ! اگر یہ بات درست ثابت ہو جائے تو آپ پر سے شک بہت کم ہو جائے گا — آپ اپنی بیگم کو بلا لائیں ذرا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"شکریہ ! ابھی لاتا ہوں۔" اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا —

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

وغیرہ لے آئیں۔"

"جی بہتر!" اس نے کہا اور اُٹھ کر چلی گئی۔

سرفراز خیالی بہت فکر مند نظر آ رہا تھا۔

"آپ کچھ زیادہ ہی پریشان لگتے ہیں؟"

"ان حالات میں کون پریشان نہیں ہو گا۔"

"ہوں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ جُرم چھپ نہیں سکتا۔ اب دیکھ لیں، دس سال پہلے کیا گیا قتل بھی آخر ظاہر ہو کر رہا۔"

"آپ کی اطلاع کے لیے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ جُرم میں نے نہیں کیا۔"

"اور میں بھی یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جب تک آپ کا جرم ثابت نہیں کر دوں گا، آپ کو گرفتار ہرگز نہیں کروں گا۔"

"شکریہ!" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ویسے خیالی صاحب۔ اگر یہ جرم آپ کا نہیں ہے تو آپ کے خیال میں کس کا ہے؟" فاروق بولا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب۔ میں کوئی سُراغ رساں نہیں ہوں۔" اس نے کہا۔

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔ سُراغ رساں تو ہم ہیں۔" فاروق مسکرا دیا۔

"لیکن اس مرتبہ آپ ایک بے گناہ کو گرفتار کرنے کی کوشش میں ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔ ہم ایسی کوشش کبھی نہیں کرتے۔" محمود کو غصّہ آ گیا۔

"بُری بات ہے محمود۔ غصّے میں نہیں آنا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے اسے ٹوکا۔

"اوہ! مجھے افسوس ہے ابّا جان۔" محمود نے فوراً کہا۔

"میں نے اور میری بیوی نے تو دو دن نواب سراج کے ہاں گزارے تھے۔ اس بات کے گواہ نواب سراج بھی ہیں، اور بھی کئی لوگ یہ گواہی دیں گے۔"

"ہاں! ہم اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اور پھر بھی آپ ہمیں مجرم ٹھہرا رہے ہیں۔"

"اس کی وجہ ہے۔ بعض جرم کرائے کے آدمیوں کے ذریعے بھی کرائے جاتے ہیں۔ اصل قاتل کہیں اور موجود رہتے ہیں اور کرائے کے آدمی ان کے حصّے کا کام کر کے اپنا معاوضہ کھرا کر لیتے ہیں۔"

"پھر آپ کو ایسا آدمی پیش کرنا پڑے گا۔"

"ہاں! میں پیش کروں گا۔ اگر واقعہ اسی طرح پیش آیا ہے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

اور یہی ہوا ہے تو میں اس آدمی کو ضرور سامنے لاؤں گا۔"
انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور آپ ایسا آدمی ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"تت ۔ تو کیا آپ نے اسے بھی قتل کر دیا ہے؟" فاروق نے فوراً کہا۔

"توبہ ہے ۔ آپ تو مجھے زبردستی مجرم بنانے پر تل گئے ہیں۔" وہ بھنّا کر بولا۔

"وہ آپ کی بیگم اب تک نہیں آئیں؟"

"حساب کتاب نکالنے میں کچھ دیر تو لگے گی۔"

"کہیں یہ کچھ دیر لمبی دیر میں نہ بدل جائے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں ۔ وہ اتنی غیر ذمے دار نہیں ہیں ۔ پڑھی لکھی ہیں اور اپنی ذمے داری کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہیں۔"

"آپ بہت خوش قسمت ہیں ۔ جو ایسی بیوی ملی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن ابّا جان ۔ اب یہ خوش قسمت کہاں رہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہ ہاں ! لیکن نہیں ۔ ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا بھئی ۔

بقول ان کے ۔ ہم کرائے کا وہ قاتل تلاش نہیں کر سکیں گے ۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر یہ اور بھی خوش قسمت بن جائیں گے۔" انھوں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اور میں کہتا ہوں ۔ کافی دیر ہو گئی ہے ۔ اب تک ان کی بیگم کو آ جانا چاہیے تھا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلّا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"کیوں کیوں ۔ آپ کو کیا ہوا؟" سرفراز خیالی نے پریشان ہو کر کہا۔

"پتا نہیں ، مجھے کیا ہو گیا ہے ۔ شاید تکیہ کلام ادا کیے کافی دیر ہو گئی تھی۔" محمود مسکرایا۔

عین اس وقت بیرونی دروازے کی گھنٹی کی آواز سنائی دی ۔

"معاف کیجیے گا ۔ ذرا میں یہ دیکھ آؤں کہ کون آیا ہے اور رضیہ کی بھی خبر لے آؤں ۔ وہ کہاں رہ گئی ہیں۔"

"اچھی بات ہے ۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہیں رہ جائیں اور پھر ہمیں آپ دونوں کی تلاش میں نکلنا پڑے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"جی نہیں ۔ ایسا نہیں ہو گا۔"

اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

malikji @www. urdufanz.com 16-Jul-14

"مجھے تو چکر لگتا ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"کہیں یہ حضرت فرار ہونے کی تیاری تو نہیں کر رہے۔"

"اوہ ہاں! ہمیں باہر نکل کر چیک کر لینا چاہیے۔"

ابھی وہ اُٹھ ہی رہے تھے کہ سرفراز خیالی بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا:

"وہ۔ وہ۔ وہ۔ اندر۔ آئیے میرے ساتھ۔"

کیسی اُلجھن

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ باہر نکل گیا۔ وہ اس کے پیچھے لپکے۔ اور اس کے تعاقب میں ایک اندرونی کمرے میں داخل ہوئے۔ دُوسرے ہی لمحے وہ دھک سے رہ گئے، سرفراز خیالی کی بیوی فرش پر بے ہوش پڑی تھی اور تجوری چوپٹ کھلی پڑی تھی۔ اس میں سے بے شمار چیزیں نکال نکال کر فرش پر پھینک دی گئی تھیں۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید نے سرفراز خیالی کو گھورا۔

"مم۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ان کے بھائی آئے تھے۔ میں انھیں بتانے کے لیے اندر آیا تو یہ بے ہوش نظر آئیں۔"

"اوہو۔ یہ۔ یہ کیا ہوا؟"

اُنھوں نے ایک آواز سُنی اور پھر کمرے میں داخل ہونے والے کو حیرت زدہ انداز میں دیکھا۔ وہ ساگر ردی تھا۔ جس سے تھوڑی دیر پہلے ہی وہ مل کر آئے تھے اور جو خادر مرزا

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کا دوست تھا۔

"مسٹر ساگر رومی آپ ۔ اور یہاں ؟"

"ہاں کیوں ۔ آخر یہ میری بہن کا گھر ہے۔"

"کیا کہا ۔ بہن کا گھر ہے؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں ! ساگر رومی میری بیوی کے بھائی ہیں۔"

"بہت خوب ! یہ بات ہمیں ابھی معلوم ہوئی۔ فرزانہ، تم انھیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور پھر ساگر رومی کی طرف مڑے :

"آپ نے یہ بات ہمیں نہیں بتائی۔"

"خیال نہیں رہا ہو گا۔" اس نے کہا اور بہن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

فرزانہ کی کوشش سے بیگم خیالی نے آنکھیں کھول دیں :

"مم ۔ مجھے کیا ہو گیا تھا ۔ اوہ یاد آیا۔ باپ رے۔ وہ کاغذات گم ہیں ۔ ہر چیز گم ہے ۔ چیک بکیں تک گم ہیں ، لیکن چیک کس طرح کیش کرائے جا سکتے ہیں بھلا ۔ آخر دستخط بھی تو کرنے پڑتے ہیں۔"

"کیا آپ کے دستخطوں کی نقل کرنا بہت مشکل کام ہے؟"

"نہیں خیر ۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا ۔ نقل کرنے کے ماہر

تو کر ہی سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"کیا معاملہ ہے ۔ کچھ مجھے بھی بتا دیں۔" ساگر رومی نے کہا۔

"اوہو ۔ یہ آواز تو بھائی جان کی ہے۔"

"ہاں ! یہ میں ہوں ۔ تمھیں آخر ہو کیا گیا ہے ۔ اٹھو جلدی کرو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اب کیا بنے گا ۔ یہاں تو بالکل صفایا کر دیا گیا ہے، ہم کس طرح یہ بات ثابت کریں گے کہ ہم نے ان کے حصے کی ہر چیز محفوظ رکھی ہوئی ہے۔"

"یہ ثابت کرنا بہت آسان ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا مطلب ۔ آسان ہے ، لیکن کس طرح ؟"

"اگر بنک میں رقم جوں کی توں موجود ہے ۔ اور زمینیں محفوظ ہیں تو پھر آپ کم از کم اس معاملے میں بری ثابت ہو جائیں گے ۔ آپ بنکوں کے نام بتائیں ، میں ابھی فون کرتا ہوں۔"

بنکوں کے نام سن کر انھوں نے فون کرنے شروع کیے، آخر تھک ہار کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا اور بولے :

"اب تو مشکل ہو گئی۔"

"جی ۔ کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

"کسی بنک میں کوئی رقم موجود نہیں ۔ یہ اکاؤنٹ بالکل خالی پڑے ہیں ۔ ہر ایک میں صرف چند سو روپے چھوڑ دیے گئے ہیں، تاکہ اکاؤنٹ بند نہ کر دیے جائیں۔ اور بس۔ اب آپ کیا کہتی ہیں؟"

"یہ ہمارے خلاف کوئی بہت گہری چال ہے۔"

"اور ہم ابھی تک یہ بات بھی نہیں سمجھ سکے کہ قاتل کو لاش تابوت میں بند کر کے دفن کرنے کی کیا ضرورت تھی، اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سرفراز خیالی نے اپنے چچا کا اتنا تو احترام کیا کہ لاش کو گڑھے میں نہیں پھینک دیا۔" انسپکٹر جمشید ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، میں بتا چکا ہوں کہ دو دن تک میں شہر میں ہی نہیں تھا۔"

"وہ ہم مانتے ہیں، لیکن ضرورت پڑی تو اس سلسلے میں بھی مزید تحقیقات کی جا سکتی ہیں۔"

"جی ۔ کیا مطلب ۔ مزید تحقیقات؟" وہ چونکے۔

"جی ہاں! ہم یہ جاننے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ ان دونوں دنوں کی دونوں راتوں میں آپ کسی طرح شہر میں تو نہیں آئے تھے۔"

"نواب سراج اس بات کے گواہ ہیں۔"

"نواب سراج بھی جھوٹ بول سکتے ہیں ۔ اگر وہ آپ کے دوست ہوں۔"

"آپ بھی کمال کرتے ہیں ۔ اب آپ نواب سراج کو بھی پیٹنے لگے۔"

"یہی تو ہمارا کام ہے ۔ جب لوگ ہماری پیٹ میں آتے ہیں تو بس آتے ہی چلے جاتے ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"بنکوں کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئی ہیں ۔ اب رہ گئی زمینیں ۔ اب ان کا بھی جائزہ لے لیا جائے کہ کہیں وہ بھی تو اوپر ہی اوپر فروخت نہیں کر دی گئیں۔"

"اور اس کے لیے ہمیں ان زمینوں کی تفصیلات درکار ہیں، پھر ہم تحصیل دار کے دفتر سے فوری طور پر معلوم کر سکتے ہیں۔"

"اب میری پریشانی بہت بڑھ گئی ہے اور میں خود یہ بات معلوم کر لینا چاہتی ہوں کہ زمینیں بھی محفوظ ہیں یا نہیں۔" بیگم سرفراز نے کہا اور اٹھ کر اندر چلی گئی ۔ جلد ہی وہ ایک نوٹ بک اٹھائے واپس آئی اور ان کے سامنے رکھتے ہوئے بولی:

"زمینوں کی تفصیلات اس میں ہیں۔"

"ہم آدھ گھنٹے تک آتے ہیں، آپ لوگ کہیں نہیں جائیں گے ۔ یہیں رہیں گے اور اگر آپ کو کہیں جانے کی ضرورت

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

پیش آ جائے تو ہم سے اجازت لے کر جائیں۔"

"تت - تو ہم خود کو زیرِ حراست سمجھیں؟" سرفراز نے دبی آواز میں کہا۔

"ہاں! اب سمجھنے میں کوئی حرج نہیں۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید جانے کے لیے مڑ گئے۔

"تم دونوں فکر نہ کرو - میں کس دن کام آؤں گا - میرے وکیل کس دن کام آئیں گے - آخر وہ شہر کے سب سے بڑے وکیل ہیں۔" انھوں نے باہر نکلتے نکلتے ساگر رومی کی آواز سُنی۔

"یہ بات بھی ابھی معلوم ہوئی کہ ساگر رومی سرفراز خیالی کی بیوی کے بھائی ہیں۔"

"اور خاور مرزا ساگر رومی کے ہاں آ کر ٹھہرا کرتا تھا، کیونکہ وہ اس کا دوست تھا - تو کیا اس نے اپنے دوست کو یہ باتیں نہیں بتائی ہوں گی - اور کیا خاور رومی کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اس کا دوست اس شخص کی بیوی کا بھائی ہے، جسے وہ مجرم ثابت کرنے کے چکر میں ہے - اسے یہ بات معلوم تھی یا نہیں - یہ بات تو ہم اس کے گھر والوں سے بھی معلوم کر سکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں واقعی - یہ کام بہت ضروری ہے - جائیداد کے

بارے میں ہم بعد میں معلومات حاصل کریں گے۔"

وہ اسی وقت دوسرے شہر خاور مرزا کے گھر پہنچے - یہاں سوگ طاری تھا - گھر کے کچھ افراد لاش لینے کے لیے دارالحکومت گئے ہوئے تھے - مقتول کے بیٹے نے ان سے ملاقات کی - انسپکٹر جمشید نے پوچھا:

"آپ لوگ ساگر رومی کو جانتے ہیں؟"

"یہ کون صاحب ہیں؟"

"مہربانی فرما کر اپنی والدہ یا دوسرے افراد سے پوچھ کر بتائیں - ان میں سے کوئی ساگر رومی نام کے آدمی کو جانتا ہے۔" انھوں نے کہا۔

"میں ابھی آیا۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا - واپس آ کر اس نے بتایا:

"میری والدہ کہتی ہیں کہ ساگر رومی ابّو کے دوست ہیں - جو دارالحکومت میں رہتے ہیں۔"

"آپ انھیں کسی اور حیثیت سے بھی جانتے ہیں؟"

"جی کسی اور حیثیت سے کیا مطلب؟"

"کیا آپ جانتے ہیں، ساگر رومی کا سرفراز خیالی یا ان کی بیوی سے بھی کوئی تعلق ہے؟"

"یہ بات ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہُوں ۔ لیکن ذرا آپ تصدیق کر آئیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا۔

واپس آ کر اس نے بتایا کہ انھیں نہیں معلوم کہ ساگر رومی کا اس گھرانے سے کیا تعلق ہے ۔ وہ تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ساگر رومی سے اس کے والد کی دوستی تھی ۔

"شکریہ ! ہمیں بس یہی معلوم کرنا تھا۔"

"اس سلسلے میں اب تک کیا کیا گیا؟"

"قاتل تک پہنچنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں ، لیکن چونکہ معاملہ دس سال پرانا ہے ۔ اس لیے کچھ دیر ہمیں بھی لگے گی ۔"

"ہوں ۔ خیر ۔ کوئی بات نہیں۔" اس نے کہا۔

اور وہ باہر آ گئے ۔ دارالحکومت پہنچ کر وہ تحصیل دار کے دفتر پہنچے ۔ زمینوں کی چھان بین کرنے میں انھیں کافی وقت لگ گیا ۔ ایک بار پھر انھیں حیران ہونا پڑا ۔ وہ سرفراز خیالی کے گھر پہنچے اور جب کے افراد ان کے گرد جمع ہو گئے تو انھوں نے بتایا :

"ایک اور بڑی خبر سُن لیں ۔ آپ کے چچا کی کوئی زمین بھی اب ان کے نام نہیں ہے ۔ سب کی سب فروخت کر دی گئیں ۔ ان غریب کو موت کے گھاٹ اُتارا گیا ، پھر

بنکوں سے دولت صاف کی گئی اور اس کے بعد زمینیں فروخت کر دی گئیں ۔ گویا دس سال کے اندر اندر یہ تمام کام کر ڈالے گئے ۔ اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"یہ سب کچھ ہمارے لیے بھی اتنا ہی عجیب ہے ، جتنا کہ آپ کے لیے۔"

"ہوں ۔ خیر ۔ آپ لوگوں کو کسی وقت بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے ۔ میں ذرا چند ایک اُلجھنیں دُور کر لوں۔"

وُہ کچھ نہ کہہ سکے ۔ باہر آ کر انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا :

"بھئی یہ کیس تو تم حل کر رہے تھے ۔ اور کر رہا ہوں میں۔"

"ہم بھی آپ کے ساتھ ساتھ تو ہیں نا ابّا جان۔" فاروق مسکرا دیا ۔

"کچھ تم بھی عقل استعمال کرو نا ۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے ، کیا اب اس کیس میں کوئی اُلجھن رہ گئی ہے؟"

"پہلی اُلجھن تو یہ ہے کہ لاش کو تابوت میں بند کرنے کی تکلیف کیوں کی گئی ۔ دوسری اُلجھن یہ ہے کہ بنکوں سے رقوم کس طرح نکلوائی گئیں اور تیسری اُلجھن یہ ہے کہ مالک کے بغیر ساری زمینیں کس طرح فروخت کی گئیں ۔ چوتھی اُلجھن یہ ہے کہ خاور مرزا کی جیب سے ملنے والے کاغذ پر نیلا ستارہ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کیوں بنایا گیا تھا — اور ہماری سب سے بڑی اُلجھن یہ ہے کہ ہم تو اس کیس میں اُلجھ گئے تھے، آپ کو کس طرح پتا چل گیا تھا کہ ہم کسی خزانے کے سلسلے میں نکلے ہیں —" محمود کہتا چلا گیا۔

" بھئی واہ! محمود نے تو اُلجھنوں کے ڈھیر لگا دیے۔" فرزانہ نے اس کی تعریف کی۔

" شکریہ فرزانہ — فاروق تم کیا کہتے ہو؟"

" میری اُلجھنیں بھی قریب قریب یہی ہیں۔"

" گویا ہماری اُلجھنیں ایک جیسی ہیں — کیا آپ ان اُلجھنوں کا جواب دیں گے ابّا جان؟"

" نہیں — بلکہ ہم اُلجھنوں کا جواب حاصل کریں گے۔"

" اس کا مطلب ہے، ابھی دلی دُور ہے — میں تو سمجھا تھا، آپ دونوں مجرموں پر بس ہاتھ ڈالنے ہی والے ہیں۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

" فکر نہ کرو — یہ باتیں معلوم کرنے میں ہمیں زیادہ وقت نہیں لگے — لیکن جب تک ہم ان باتوں کی تہ تک نہیں پہنچ جاتے، اس وقت تک ہم مجرموں کو گرفتار بھی نہیں کریں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

" یہ تو خیر، ہمارا پرانا اُصول ہے کہ جب مجرم کے بارے

میں پوری طرح یقین ہو جاتا ہے، اس وقت اسے گرفتار کرتے ہیں۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

" پہلے ہم بنکوں میں چیکنگ کر لیتے ہیں — جن دستخطوں سے چیک نکلوائے گئے — ان کو کوئی ماہر ترین آدمی ہی چیک کر سکتا ہے، کیونکہ یہ کوئی معمولی ہیرا پھیری نہیں ہے۔"

" تو پھر چلیے۔"

انسپکٹر جمشید انھیں لے کر پہلے تحریر کے ماہر ترین دوست الماس آگروی کے پاس آئے، انھیں تمام حالات بتائے وہ فوراً ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئے — بنک میں ان کے سامنے سارا ریکارڈ رکھ دیا گیا، انھوں نے اصل دستخطوں سے دوسرے دستخطوں کو ملا کر دیکھنا شروع کیا، انھیں اس کام میں آدھ گھنٹے سے زائد وقت لگ گیا، تب کہیں جا کر انھوں نے سر اٹھایا اور بولے:

" کوئی عام آدمی ان دستخطوں میں قطعاً تمیز نہیں کر سکتا — کہ اصل کون سے ہیں اور نقل کون سے ہیں، بہر حال جن دستخطوں سے چیک کیش کرائے گئے — وہ نقلی ہیں، لیکن اصلی کے عین مطابق ہیں۔"

" انکل! اگر وہ اصل کے عین مطابق ہیں تو پھر آپ نے کس طرح پہچان لیے؟"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"میرا تو یہ کام ہے نا — بنک کے مُلازمین نہیں پہچان سکتے تھے۔"

"ہوں! خیر — ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چیک مختلف اوقات میں کیش کرائے گئے — روز روز نہیں — اتنے لمبے عرصے بعد کوئی چیک کیش کرانے آئے تو بنک کے مُلازمین اسے یاد نہیں رکھ سکتے — لہٰذا میرے خیال میں بنک کے مُلازمین کو پریشان کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا — اور پھر بنک کے ملازمین بدلتے رہتے ہیں۔"

"ہوں ٹھیک ہے — یہ بات معلوم ہو گئی کہ چیک نقلی دستخطوں کے ذریعے کیش کرائے گئے — یہی کافی ہے — ہم اس سے کام چلا لیں گے۔"

"لیکن جناب! میں اس سلسلے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔" ایسے میں بنک مینجر نے کہا۔

"جی — کیا مطلب؟" وہ چونک کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے — بنک مینجر شروع سے ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ان کی کارروائی کو دیکھتے رہے تھے۔

"مطلب یہ کہ میں اس شاخ میں ایک مدّت سے لگا ہوا ہوں — آپ اس کو اتفاق کہہ لیں کہ جب بھی میرا تبادلہ کہیں کیا جانے لگا — دوسرا آدمی یہاں آنے کے لیے

تیار نہیں ہو سکا — اور اس طرح میرا تبادلہ رکتا ہی چلا گیا، گویا میں یہاں قریباً آٹھ نو سال سے ہوں — اس لحاظ سے میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں — مسٹر بیدار خیالی کا چیک جب بھی میرے سامنے آیا — میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں ضرور بجیں — میں نے اس چیک کو اچھی طرح چیک بھی کیا — لیکن افسوس! میں دستخطوں میں کوئی کمی نہ محسوس کر سکا۔"

"لیکن آپ بیدار خیالی صاحب کو فون تو کر سکتے تھے۔"

"میں نے جب بھی فون کیا، مجھے بتایا گیا کہ وہ تو گم شدہ ہیں — اب ایک گم شدہ آدمی ہو سکتا ہے، اپنے گھریلو حالات کی وجہ سے گھر سے غائب ہوا ہے — ہم اس کا چیک نہیں روک سکتے — صرف احتیاط کے طور پر اس سے پوچھ سکتے ہیں — لیکن پوچھ اس وقت سکتے ہیں، جب وہ موجود ہو — اگر موجود نہ ہو اور چیک میں کوئی خرابی نہ ہو — تو ہم نہیں روک سکتے — ہاں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب پولیس ہمیں روک دے یا کوئی اور سرکاری محکمہ روک دے، لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"اور گھر سے کون آپ کو فون پر بتاتا رہا کہ وہ گم شدہ ہیں؟" انھوں نے پوچھا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"کوئی خاتون۔"

"کیا انھوں نے کبھی آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کس لیے یہ باتیں پوچھ رہے ہیں۔"

"نہیں۔ انھوں نے پوچھنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اس لیے تو ہم بھی چیک نہیں روک سکے۔"

"دال میں کچھ کالا ہے۔ اس گھر میں صرف ایک عورت رہتی ہیں۔ اور وہ ہیں سرفراز خیالی کی بیوی۔ اور انھیں دولت اس طرح بنکوں سے نکلوانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر یہ واردات ان دونوں نے کی تھی تو انھیں تو معلوم تھا۔ بیدار خیالی کہاں ہے۔ وہ کسی چیک پر دستخط نہیں کر سکتا۔ تو پھر تو انھیں فوراً حرکت میں آ جانا چاہیے تھا۔ بنک مینجر کو اس خطرے سے خبردار کر دینا چاہیے تھا کہ دولت ضرور غلط ہاتھوں میں جا رہی ہے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو پھر کیا یہ کام خود سرفراز خیالی کرتے رہے ہیں۔"

"نہیں جناب۔ سرفراز خیالی نہیں۔ یہ کام کوئی اور کرتا رہا ہے۔ اور میں اس شخص کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اگر اسے میرے سامنے لایا جائے تو فوراً بتا دوں گا کہ یہی ہے وہ۔"

"آپ اس کا حلیہ تو بتا ہی سکتے ہیں۔"

"ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ وہ لمبے قد کا دبلا پتلا سا آدمی ہے۔ ناک کی نوک لمبی سی ہے۔ اور دائیں گال پر سیاہ تل ہے۔"

"یہ حلیہ جانا پہچانا سا لگتا ہے۔ کیا ہر بار یہی شخص آتا رہا ہے؟"

"ہاں! چیک کیش کرانے اور کوئی نہیں آیا۔" بنک مینجر نے کہا۔

"خیر۔ ہم آپ کو وقت پر زحمت دیں گے۔ جب سب لوگ جمع ہوں گے تو آپ آسانی سے بتا سکیں گے کہ وہ کون ہے۔"

"ضرور کیوں نہیں، قانون کی مدد کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے۔" مینجر نے کہا۔

"لیکن جناب۔ یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ خود بیدار خیالی کا کیا حلیہ تھا؟"

"وہ۔ وہ بھی لمبے قد کے تھے۔ دبلے پتلے۔ ناک کی نوک لمبی سی تھی۔" بنک مینجر نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

"پہلی بار میں۔ میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔ وہ بھی آپ

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کے خیال دلانے پر" مینجر صاحب نے کہا۔

" اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ چیک کیش کرانے والا آدمی بیدار خیالی کے میک اَپ میں آتا تھا"

" ہاں ! ضرور یہی بات ہے"

" تب پھر آپ اس آدمی کو کس طرح پہچان سکیں گے"؟

" واقعی ! یہ تو اُلجھن ہو گئی"

" مطلب صاف ہے — یہ سارا چکر چلانے والا کوئی بے وقوف آدمی نہیں ہے — خیر دیکھا جائے گا — ارے ہاں — ان چیکوں کی پشت پر اس کے دستخط بھی تو ہیں"

" وہ تو کوئی بھی ہو سکتے ہیں"

" اچھی بات ہے — آؤ بھئی چلیں"

اب وہ تحصیل دار کے دفتر آئے — ساری زمینوں کا ریکارڈ نکلوایا گیا — خرید اور فروخت کے کاغذات چیک کیے گئے — اور یہ بات ثابت ہوئی کہ بیدار خیالی کے میک اَپ میں کسی نے ساری زمینیں فروخت کی ہیں — کاغذات اس کے پاس پہلے سے موجود تھے —

" میں نے پہلے ہی کہا تھا — وُہ بے وقوف نہیں ہے — اس نے ہر کام بہت خوب صورتی سے کیا ہے — اچھا خیر — دیکھنا یہ ہے کہ وُہ گرفتاری سے کس طرح بچتا ہے"

اب وہ گھر آ گئے — بیگم جمشید ان کے انتظار میں سوکھ رہی تھیں :

" میں نے قریباً پچاسویں مرتبہ کھانا گرم کیا ہے"۔ وہ شکایت بھرے انداز میں بولیں۔

" اتنے ہاٹ پاٹ ہوتے ہوئے بھی"۔ انسپکٹر جمشید نے آنکھیں نکالیں —

" ہاں ! ان کے ہوتے ہوئے بھی"۔ انھوں نے کہا۔

" لیکن کیوں"؟

" اگر گرم نہ کرتی تو آپ کو کس طرح بتاتی کہ کتنی مرتبہ گرم کیا ہے"۔ انھوں نے کہا۔

" اوہ اچھا — یہ بات ہے — چلو بھئی پہلے کھانا ہی کھا لیں، پھر کیس پر غور کریں گے"۔

" جی کیا کہا — غور کریں گے — تو آپ مکمل طور پر فارغ ہو کر نہیں آئے"؟

" بس یُوں سمجھ لیں امّی جان — ہاتھی نکل گیا ہے اور دُم باقی ہے"۔

" اللہ کرے گا — وہ بھی نکل جائے گی"۔ وُہ مسکرائیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ لائبریری میں آ کر بیٹھ گئے، غور کرنے کے لیے انھیں یہ جگہ پسند تھی —

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"ہاں بھئی — اُلجھن نمبر ایک کیا ہے بھلا؟" اِنسپکٹر جمشید نے کہا۔

"یہ کہ لاش کو تابوت میں بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ قاتل کو کیا ضرورت تھی — اتنا جھنجھٹ مول لینے کی۔" محمود نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ سوال واقعی بہت اُلجھن پیدا کرنے والا ہے — میں نے اس پر بہت غور کیا ہے — اور ابھی تک میں کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچا — اگر تم پہنچے ہو تو بتا دو۔"

"میرے ذہن میں تو یہ بات آئی ہے کہ قاتل مقتول کا ہمدرد بھی تھا — اور قتل کرنے پر مجبور بھی تھا — لہٰذا اپنی محبت سے مجبور ہو کر اس نے تابوت کا انتظام کیا تھا۔"

"بہت خوب — یہ بات نوٹ کر لینے کے قابل ہے، اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے تابوت کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا — یا عین وقت پر تیار کرایا — میرا خیال تو یہ ہے کہ تابوت پہلے ہی تیار کرا لیا گیا تھا، قاتل کو معلوم تھا، سرفراز خیالی کا گھرانہ دو دن کے لیے شادی میں شرکت کرنے کے لیے جائے گا۔"

"لیکن اسے یہ کس طرح معلوم تھا کہ سرفراز کے چچا یعنی بیدار خیالی دعوت میں نہیں جائیں گے۔"

"اس کے لیے اس نے ضرور کوئی دوا استعمال کی ہو گی — دودھ وغیرہ میں ملا کر پلا دی ہو گی — تاکہ وہ بیمار ہو جائیں اور نہ جا سکیں۔"

"گویا وہ سرفراز خیالی کے گھر میں ہی موجود تھا؟"

"اگر موجود نہ ہوتا تو تابوت پہلے سے کس طرح تیار رکھ سکتا تھا۔"

"لیکن اس حویلی میں سرفراز خیالی کے گھرانے کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا۔"

"ہاں واقعی — کوئی ملازم بھی نہیں رہتا — لیکن یہ تو ہو سکتا ہے — کہ وہ سرفراز خیالی کے چچا کی اجازت سے ہی حویلی میں آیا ہو — اور دو دن وہاں رہنے کی اجازت مانگی ہو — اب بے چارے بیدار خیالی کو کیا معلوم کہ یہ سارا پروگرام اس کے خلاف بن رہا ہے — لہٰذا قاتل نے پہلے تو اسے موت کے گھاٹ اتارا، پھر تابوت بنایا — یا تابوت بنوایا — اور اس میں دفن کر دیا۔"

"پھر وہی سوال — اسے تابوت والا جھگڑا کھڑا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس نے سن رکھا تھا — جرم چھپ نہیں سکتا —

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

اسے یہ دھڑکا لگا تھا کہ ہو سکتا ہے ۔ کسی وقت یہ فرش کھودا جائے ۔ اور لاش برآمد ہو جائے ۔ یا گم شدہ چچا کی تلاش کے سلسلے میں کھدائی کر ڈالی جائے، تو پھر تابوت کو دیکھ کر صرف اور صرف سرفراز خیالی کی طرف ہی خیال جائے گا۔"

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ ہے پہلی اُلجھن کا حل۔"

" بالکل ٹھیک ابا جان ۔ اس کے سوا کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی ۔ قاتل چاہتا تھا کہ اگر کبھی لاش برآمد بھی ہو تو اس کی طرف کسی کا دھیان تک نہ جائے ۔ سرفراز خیالی پکڑا جائے۔"

" چلیے ۔ یہ بات تو حل ہو گئی ۔ اب دُوسری اُلجھن؟" فاروق بولا ۔

" دوسری اُلجھن بنکوں والی تھی ۔ وہ ہم حل کر چکے ہیں ۔ دستخطوں کی بہت خوب صورتی سے نقل کی گئی ہے ۔ صاف ظاہر ہے ۔ اس شخص نے اس کے لیے بہت مشق کی ہو گی ۔ تب کہیں جا کر وُہ دستخط کرنے کے قابل ہوا ہو گا ۔ اور یہ کام کرنے کے لیے اس کے پاس بہت وقت تھا ۔ سرفراز خیالی اور اس کی بیوی اس خیال سے بنک والوں کو نہ روک

سکے کہ ان کے چچا جہاں کہیں بھی ہیں، وہاں آخر انھیں اپنی دولت کی ضرورت پڑتی ہو گی ۔ وہ اس دولت کے مالک ہیں، جو چاہیں کریں۔"

" ہوں! اسی طرح زمینوں کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے، اب اگلی اُلجھن کی بات ہو جائے۔"

" وُہ ہے ۔ نیلا ستارہ ۔ اس کا مطلب ابھی تک ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔"

" نیلا ستارہ۔" فاروق نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

" ہاں! ہو سکتا ہے، اس مسئلے سے اس نیلے ستارے کا کوئی تعلق نہ ہو ۔ بعض اوقات آدمی یونہی بیٹھے بٹھائے بھی تو کوئی چیز کاغذ پر بنانے لگ جاتا ہے۔" محمود نے کہا۔

" لیکن ۔ لیکن۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

" یہ دو مرتبہ لیکن کس خوشی میں؟"

" اس خوشی میں کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے، جیسے میں اس کاغذ کے علاوہ بھی کسی جگہ نیلا ستارہ دیکھ چکا ہوں ۔ ہو سکتا ہے ۔ خاور مرزا نے قاتل کو آتے دیکھ لیا ہو ۔ اور اس نے اس کا ارادہ بھانپ لیا ہو ۔ چنانچہ اس نے کاغذ پر نیلا ستارہ بنا دیا، اس کا مطلب

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

ہے — نیلے ستارے کا قاتل سے ضرور کوئی تعلق ہے —
اوہو — مجھے یاد آ گیا — میں نے نیلا ستارہ کہاں دیکھا تھا"
یہ کہتے ہوئے فاروق اُچھل پڑا —
سب نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا —

مَیں مُجرم نہیں ہُوں

" کہاں دیکھا تھا ؟ جلدی بتاؤ" محمود نے اسے گھورا۔
" کیوں ، جلدی کیوں بتاؤں — تم بھی بتاؤ نا — تم نے کہاں دیکھا تھا" فاروق مسکرایا۔
" ہم نے دیکھا ہی نہیں تو بتائیں کیا" فرزانہ نے جھلا کر کہا —
" تب پھر میں بتاؤں گا نہیں — لکھ کر دوں گا" فاروق مُسکرا کر بولا۔
" دیکھ رہے ہیں آپ — تنگ کرنے پر تُل گیا" محمود نے تلملا کر کہا —
" وہ — دراصل میں نے بہت دنوں سے وزن نہیں کرایا تھا نا" فاروق فوراً بولا۔
" لاؤ فاروق ، لکھ کر ہی دے دو — ہم کام چلا لیں گے"
" لیکن میں حیران ہوں — خاور مرزا کو مرتے وقت نیلا ستارہ

malikji @www. urdufanz.com 16-Jul-14

کیوں یاد آیا — اس سے جلدی تو وہ قاتل کا نام لکھ کر جیب میں رکھ سکتا تھا۔" فاروق نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"تم بے وقوف ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"شکریہ ابا جان۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"تم نے کس بات کا شکریہ ادا کیا؟"

"اس بات کا کہ آپ نے فاروق کی بے وقوفی کا اعلان کر دیا ہے۔"

"تب تم اس سے زیادہ بے وقوف ہو، اس نے نیلا ستارہ دیکھ تو لیا — تم نے تو دیکھا بھی نہیں — اگر وہ وجہ نہیں جان سکا، تو کیا ہوا۔"

"تب پھر آپ نے مجھے بے وقوف کیوں کہا؟"

"تمھیں غصّہ دلانے کے لیے — مقتول نے قاتل کا نام کیوں نہ لکھا — نیلا ستارہ کیوں بنایا۔"

"بات پلّے نہیں پڑ رہی۔"

"بھئی زور دو نا دماغ پر — بالکل سامنے کی بات تو ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہائیں — بالکل سامنے کی بات ہے، تب تو ہم بھی زور دے سکتے ہیں دماغ پر۔"

"ہاں! کیوں نہیں — ضرور دے سکتے ہو۔" وہ بولے۔

اب وہ تینوں سوچ میں گم ہو گئے — (نوٹ: آپ بھی ناول پڑھنا روک کر وجہ جاننے کی کوشش کریں اور اپنی ذہانت کو آزمائیں، کیونکہ بات ہے بالکل سامنے کی) کافی دیر گزر گئی، آخر فرزانہ کی آواز ابھری:

"مم — میں سمجھ گئی ابا جان۔"

"کاغذ پر لکھ کر رکھ لو۔" وہ بولے۔

"اور میں بھی سمجھ گیا۔" محمود نے کہا۔

"رہ گیا میں — میں ٹھہرا بے وقوف — لیکن خیر — کاغذ پر کچھ نہ کچھ تو ضرور لکھوں گا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

تینوں نے لکھ کر کاغذ ان کی طرف بڑھا دیے — انھوں نے تینوں کاغذ پڑھے اور بول اٹھے:

"بھئی واہ — یہ تو تم تینوں نے ایک ہی جواب لکھ دیا۔"

"تو کیا آپ چاہتے تھے — ہم الگ الگ جواب لکھیں — اس طرح تو دو کے غلط ہوتے اور ایک کا درست۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے — جواب بھی درست ہے — مقتول اگر قاتل کا نام جیب میں لکھ کر رکھتا تو تلاشی لینے پر قاتل وہ نام کب جیب میں رہنے دیتا، لیکن کاغذ پر بنے نیلے ستارے کو قاتل کوئی اہمیت دے — اس کا امکان

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

بہت ہی کم تھا۔ لہٰذا اس نے نیلا ستارہ بنا کر جیب میں رکھ لیا۔"

"تو پھر۔ کیا ہم اسے گرفتار کرنے چلیں؟"

"عدالت میں یہ ثبوت بالکل ناکافی رہے گا۔ ابھی تو ہمیں اس کے خلاف ٹھوس ثبوت حاصل کرنا ہے۔ آلۂ قتل حاصل کرنا ہے۔ انگلیوں کے نشانات حاصل کرنا ہیں، اور یہ کام میں کر لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

"چلو فاروق۔ اب یہ بھی بتا دو۔ نیلا ستارہ کہاں دیکھا تھا؟"

فاروق نے بتا دیا۔ ان کی حیرت کا کیا پوچھنا۔ انسپکٹر جمشید انھیں آرام کرنے کا کہہ کر اسی وقت باہر نکل گئے۔

"اب یہ لوٹیں گے تو پکّا کام کر کے ہی لوٹیں گے۔"

"چلو اچھا ہی ہے۔ ہم اس کیس سے بھی فارغ ہو جائیں گے۔"

"ویسے اس کیس نے بھی قلا بازیاں خوب کھائیں۔"

"ہوں! کھائیں کہاں۔ ہمیں کھلائیں۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ کیا کھایا اور کھلایا جا رہا ہے؟" بیگم جمشید نے ادھر

سے گزرتے ہوئے کہا۔

"جی قلا بازیاں۔" فاروق بولا۔

"دھت تیرے کی۔" بیگم جمشید نے جھلّا کر کہا اور وہ تینوں مسکرانے لگے۔

تین گھنٹے بعد انسپکٹر جمشید کی واپسی ہوئی۔ ان کے چہرے سے اطمینان جھلک رہا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے۔ آپ اپنا کام مکمّل کر چکے ہیں۔"

"ہاں! آج رات ہم قاتل کو گرفتار کریں گے اور اس سے سارا حساب کتاب بھی لیں گے۔" انھوں نے کہا۔

"بھئی واہ! کتنا مزا آئے گا۔"

"لیکن ایک فرد کو مزا نہیں آ سکے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ کا مطلب ہے۔ قاتل کو؟"

"نہیں۔ اس کا کیا ذکر۔ ایک اور فرد بھی ہے۔"

"اوہ ہاں! میں سمجھ گیا۔" فاروق نے چونک کر کہا۔

"سمجھ گئے ہو گے۔ اب چپ رہو۔" محمود اسے کاٹ کھانے کو دوڑا۔

"خیر تو ہے۔ کیا میں نے کوئی بُری بات کہہ دی؟"

"نہیں۔ تم تو بُری بات کہہ ہی نہیں سکتے۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"بہت بہت شکریہ! آخر تم نے آج یہ بات تسلیم کر ہی لی۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"میں کچھ دیر سونا چاہتا ہوں۔" ایسے میں اِنسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی کیا فرمایا۔ آپ اور سونا چاہتے ہیں، وہ بھی دن کے اوقات میں۔" محمود کے لہجے میں بلا کی حیرت دَر آئی۔

"ہاں! اس کیس نے مجھ پر تھکن طاری کر دی ہے، بے تحاشہ تھکن — میرا مطلب ہے، دماغی تھکن — اب یہ تھکن سونے سے ہی اُترے گی — شام کو مجھے تازہ دم ہونا چاہیے — ہم ایک دس سال پُرانے مُجرم کو پکڑیں گے — اس نے جُرم کرنے کے بعد دس سال تک تو عیش کی ہے — اور مجھے خاور مرزا کا بہت رنج ہے — اصل میں تو یہ غریب کی کوششوں کا نتیجہ ہے — ورنہ یہ جُرم شاید چھپا ہی رہتا۔"

"ٹھیک ہے — آپ سو جائیں — ہم تو باتیں کر کے بھی تھکن اتار لیں گے۔" فاروق نے کہا۔

"تم سے باتیں کر کے تو ہماری تھکن بڑھ جائے گی۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"خیر کوئی بات نہیں — میں اپنے آپ سے باتیں کر کے

اپنی تھکن اتار لوں گا۔" فاروق مسکرایا۔

"گویا تھکن اتارنے کا بس یہی ایک طریقہ ہے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"اچھا بھئی — میں تو چلا — تم بیٹھ کر جھگڑتے رہو۔" انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

شام سات بجے انھوں نے اِدھر اُدھر فون کرنے شروع کیے اور پھر انھیں لے کر سرفراز خیالی کی طرف روانہ ہو گئے، سرفراز خیالی کو اپنی آمد کی اطلاع وہ دے چکے تھے — لہٰذا اسے استقبال کے لیے تیار پایا۔

"تو آپ مجھے گرفتار کرنے آئے ہیں۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بس دیکھتے جائیں۔"

"آپ یقین کریں — میں نے یہ جُرم نہیں کیا۔"

"چند منٹ انتظار کریں، پھر تمام باتیں سامنے آئیں گی، ہر طرح کے ثبوت پیش کیے جائیں گے۔"

"لیکن ثبوت غلط بھی ہو سکتے ہیں۔"

"غلط ثبوت کو غلط ثابت کیا جا سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا۔

ابھی انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا ہی گیا تھا کہ دروازے

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

کی گھنٹی بجی ۔ سرفراز خیالی فوراً اُٹھ کر باہر کی طرف لپکا :

"جو صاحب بھی آئے ہو ۔ انھیں یہیں لے آیئے گا۔"

اِنسپکٹر جمشید بولے ۔

"کیا مطلب؟" وُہ جاتے جاتے مڑا۔

"میں نے یہاں کچھ اور لوگوں کو بھی بلایا ہے۔" اِنسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اوہو اچھا ۔ آپ کو مجھے پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا۔"

"بس یہی مجھ میں خرابی ہے ۔ خیر کوئی بات نہیں۔"

سرفراز خیالی چلا گیا ۔ واپس آیا تو اس کے ساتھ رستم علی تھا :

"آیئے رستم علی صاحب ۔ بہت بہت شکریہ کہ آپ تشریف لے آئے۔"

"آخر مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے؟"

"آپ کا اس کیس سے بہت گہرا تعلق ہے ۔ آپ کو نہ بلاتے تو اور کسے بلاتے۔" اِنسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

"میں بہت اُلجھن محسوس کر رہا ہوں۔"

"ابھی آپ اور بھی اُلجھن محسوس کریں گے ، لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔" اِنسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی ۔ کیا مطلب ۔ ابھی میں اُلجھن محسوس کروں گا۔"

"ہاں بھئی ۔ مجبوری ہے۔" اِنسپکٹر جمشید مسکرائے ۔

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔"

"اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ۔ ان کی باتیں تو اکثر اوقات ہماری سمجھ میں نہیں آتیں ، حالانکہ ہم دن رات ان کے ساتھ رہتے ہیں۔"

"ہو گا جناب ۔ ہو گا۔" اس نے کندھے اچکا دیے۔

اسی وقت ایک بار پھر گھنٹی بجی ۔ سرفراز خیالی فوراً اُٹھ کر دروازے کی طرف چلا گیا۔

"خیال رہے بھئی ۔ قاتل فرار ہونے کی پوری کوشش کرے گا۔" اِنسپکٹر جمشید نے اس کے باہر نکلنے کے بعد کہا۔

"تو کیا آپ نے سادہ لباس والوں کی خدمات حاصل نہیں کیں؟"

"بھئی ، بعض اوقات ان سے بھی تو چوک ہو جاتی ہے۔" انھوں نے کہا۔

"ہوں ۔ خیر ۔ آپ فکر نہ کریں۔"

اسی وقت سرفراز خیالی اندر داخل ہوا ۔ اس کے ساتھ نواب سراج تھے ۔ انھوں نے پہلے تو گرم جوشی سے سب سے ہاتھ ملائے ، پھر بولے :

"میں اس جگہ لائے جانے کا مقصد نہیں جان سکا۔"

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14
WWW.URDUFANZ.COM

"آپ کو معلوم تو ہے کہ کیا معاملہ ہے۔"

"وہی — بیدار خیالی کے قتل والا معاملہ؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں وہی۔"

"لیکن اس معاملے سے میرا کیا تعلق؟"

"یہ واردات ان دو دنوں میں کی گئی — جب آپ نے دعوت دی تھی — اور سرفراز خیالی اور اس کی بیوی اس دعوت میں شریک تھے — دوسرے الفاظ میں، اگر وہ دعوت میں شریک نہ ہوتے تو یہ جرم نہ کیا جا سکتا۔"

"اوہ! آپ، تو سب کچھ مجھ پر ڈال رہے ہیں۔"

"ڈال نہیں رہا — جو بات ہے، وہ بتا رہا ہوں۔"

"لیکن میرا اس معاملے سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں — یہاں بغیر ثبوت کے کوئی بات نہیں کی جائے گی۔"

"جی — کیا مطلب؟" وہ زور سے اچھلے۔

"مطلب یہ کہ مجرم کے خلاف پورا پورا ثبوت پیش کیا جائے گا، پھر اس کی گرفتاری عمل میں آئے گی۔"

"یہ بات تو سمجھ میں آ گئی، لیکن کیا آپ کی نظروں میں میں مجرم ہوں — اگر میں مجرم ہوں تو پھر آپ کو یہ

بھی بتانا ہوگا کہ میں نے یہ جرم کیوں کیا۔"

"یہ بھی بتایا جائے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا کہا — یعنی آپ یہ بھی بتائیں گے کہ میں نے یہ جرم کیوں کیا۔" وہ دھک سے رہ گئے۔

"جو بھی مجرم ہے — اس کے بارے میں بتاؤں گا کہ اس نے یہ جرم کیوں کیا۔" وہ گول مول انداز میں بولے۔

"گویا میں مجرم نہیں ہوں۔"

"آپ مجرم ہیں یا نہیں — ابھی اس پر بحث نہیں ہو رہی — آپ، تشریف رکھیے، ابھی کچھ اور لوگوں کو بھی آنا ہے۔"

اسی وقت ایک بار پھر گھنٹی بجی — اس مرتبہ سرفراز خیالی کے ساتھ تیمور مراد اندر داخل ہوا — اس کے چہرے پر بھی ان سب کو حیرت ہی حیرت نظر آئی:

"معلوم ہوتا ہے، یہاں خاص پروگرام ہے۔"

"جی ہاں! بہت ہی خاص — آج ہم بیدار خیالی مرحوم کے قاتل کو قانون کے حوالے کر رہے ہیں۔"

"اوہو اچھا۔" وہ دھک سے رہ گیا، پھر سنبھل کر بولا:

"یہ جان کر بہت خوشی ہوئی۔"

"کس کو خوشی ہوتی ہے اور کس کو نہیں، یہ تو وقت

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

بتائے گا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"یہ شکایت یہاں اور لوگوں کو بھی ہے، لہٰذا آپ بھی تشریف رکھیے، ایک ہی بار مطلب بتاؤں گا۔"

پانچ منٹ گزر گئے۔ انسپکٹر جمشید نے گھڑی پر ایک نظر ڈالی۔

"کیا کسی اور صاحب کو بھی آنا ہے؟"

"جی ہاں! ایک صاحب اور۔"

گھنٹی بجی۔ سرفراز خیالی فوراً دروازے کی طرف لپکا، واپس آیا تو اس کے ساتھ ساگر رومی تھا۔

"آیئے ساگر رومی صاحب۔"

"میں حیران ہوں، مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔"

"دوسرے بھی حیران ہیں۔ تشریف رکھیے۔"

"گویا آپ بتائیں گے نہیں۔"

"ضرور بتاؤں گا۔ قتل کے ایک مجرم کو قانون کے حوالے کرنے کا معاملہ ہے۔ اس نے دس سال پہلے قتل کی ایک بھیانک واردات کی تھی۔ اور پھر اس نے ایک اور شریف آدمی کو ابھی ایک دن پہلے قتل کیا ہے۔"

"ارے باپ رے! آپ تو بہت خوفناک باتیں کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ میرا اس معاملے سے کیا تعلق؟"

"مسٹر خاور مرزا، دوسرے مقتول آپ کے دوست تھے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ٹھیک ہے۔ اس غریب کے قتل پر تو مجھے بھی بہت رنج ہے۔"

"بس تو پھر۔ آپ کو خوش ہو جانا چاہیے۔ آج قاتل اپنے انجام کو پہنچے گا۔ اور چونکہ آپ کی آمد کے ساتھ ہی ہمارا کوٹا پورا ہو گیا، میرا مطلب ہے۔ جتنے لوگوں کو دعوت دی گئی تھی، وہ آ چکے ہیں، لہٰذا میں اپنا بیان شروع کرنے کی اجازت چاہوں گا۔"

"لیکن ابا جان! ابھی انکل اکرام نہیں آئے۔"

"وہ سب سے پہلے آ گئے تھے۔ عمارت کے چاروں طرف اپنے ماتحت مقرر کرنے کے بعد اندر آنے ہی والے ہوں گے۔ ویسے بھی میں نے انھیں ہدایت کی تھی کہ جب سب لوگ آ چکیں، اس وقت وہ اندر آئے۔"

"اور میں اندر آ گیا ہوں۔" انھوں نے اکرام کی آواز سنی۔ وہ مسکراتے ہوئے ایک کرسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"شکریہ انکل۔ ہم ذرا آپ کی کمی محسوس کر رہے تھے۔" فاروق بولا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"وعلیکم تسکریہ!" اس نے گڑبڑا کر کہا۔

"دس سال پہلے نواب سراج صاحب کے گھر میں شادی کا پروگرام تھا — یہ پروگرام دو دن کا تھا، لہٰذا انھوں نے اپنے تمام دوستوں کو دو دن کی دعوت دی تھی — لہٰذا دوسرے شہروں سے جانے والے دو دنوں کے لیے ہی وہاں گئے تھے — ان جانے والوں میں ہمارے اس وقت کے میزبان سرفراز خیالی اور ان کی بیوی بھی تھے — اس وقت ان کی کوئی اولاد نہیں تھی — شادی کو تھوڑے ہی دن ہوئے تھے — گھر میں ان کے چچا بھی تھے — دعوت انھیں بھی دی گئی تھی، لیکن ان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور وہ اس دعوت میں شریک نہ ہو سکے — وہ یہیں رہ گئے —

دو دن بعد جب سرفراز خیالی واپس آئے تو گھر میں چچا نہیں تھے — ان کے گھر میں ملازم بھی کوئی نہیں تھا — کہ اس سے پوچھ سکتے — گھر کا بیرونی دروازہ باہر سے بند نہیں ملا تھا — اگر وہ کہیں جاتے تو ظاہر ہے، تالا لگا کر ہی جاتے — لیکن تالا لگا ہوا نہیں تھا — لہٰذا سرفراز خیالی پریشان

ہو گئے — انھوں نے اِدھر اُدھر انھیں تلاش کیا — اگلے دن تک بھی جب ان کا کوئی پتا نہ چلا تو انھوں نے پولیس میں رپورٹ درج کرا دی — پولیس نے اپنی معمول کی کارروائی کی اور انھیں لاپتا قرار دے دیا — وقت گزرتا چلا گیا — چچا نہ ملے — اور پھر دس سال گزر گئے —

دس سال بعد ایک صاحب رستم علی میرے ہاں آئے — میرے بچوں سے ملے — انھوں نے بتایا کہ فلاں حویلی میں ایک خزانہ دفن ہے اور وہ ان کی مدد سے وہ خزانہ حاصل کرنا چاہتے ہیں — خزانہ کا سارا نقشہ وغیرہ ان کے پاس موجود ہے، جب رستم علی سے پوچھا گیا کہ انھیں یہ بات کس طرح معلوم ہوئی تو انھوں نے ایک نئی کہانی سنائی، یہ کہ ایک نامعلوم آدمی نے انھیں خط کے ذریعے بلایا — فلاں مکان میں ملاقات کی اور یہ راز کی بات بتائی کہ فلاں حویلی میں ایک خزانہ دفن ہے — اگر وہ کسی طرح نکال لائے تو دونوں آپس میں تقسیم کر لیں گے — رستم علی بہت حیران ہوئے، اس لیے کہ جس حویلی میں وہ خزانہ بتایا جا

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

رہا تھا — وہ بے آباد نہیں، آباد تھی — لہٰذا انھوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ بھلا وہ ایک آباد حویلی میں سے خزانہ کس طرح نکال کر لا سکتے ہیں۔ اس کی ترکیب انھوں نے یہ بتائی کہ یہ میرے بچوں سے ملیں — وہ انھیں خزانہ حاصل کرنے کی ترکیب بتائیں گے — لہٰذا یہ ان سے ملے — یہ بات محمود، فاروق اور فرزانہ کے لیے بھی حیران کن نہیں تھی — کسی کو اگر کسی جگہ خزانے کا پتا چل جاتا ہے تو وہ اس بات کو سات پردوں میں چھپا کر رکھتا ہے — اور وہ شخص مشورے تک کے لیے رستم علی کو دوسروں کے پاس بھیج رہا تھا — یہ حیران نہ ہوتے تو کیا کرتے — انھوں نے یہی فیصلہ کیا کہ کھدائی کروا کر دیکھ لیا جائے — جب یہ روانہ ہو گئے — اور میں گھر پہنچا تو کسی نامعلوم آدمی نے مجھے فون پر اتنا کہا کہ میرے بچے ایک خزانے کے چکر میں گئے ہیں — فکر نہ کیجیے گا — یہ پیغام میرے لیے عجیب تھا — اس سے پہلے کہ میں فون کرنے والے سے اس کا نام معلوم کرنے کی کوشش کر سکتا، وہ فون کا ریسیور رکھ چکا تھا — میں کیا کر سکتا تھا — خاموش ہو کر گھر میں بیٹھ رہا — ادھر

محمود، فاروق اور فرزانہ رستم علی کے ساتھ سرفراز خیالی کی حویلی پہنچے — سرفراز خیالی سے ملے اور جب انھیں بتایا کہ اس حویلی کے ایک کمرے کے نیچے خزانے کی ایک پوری دیگ دفن ہے تو یہ اچھل پڑے — ساری کہانی سن کر انھوں نے ایک نئی بات کہی — یہ کہ پھر خزانہ یہاں نہیں — ان کے جنگل والے آبائی مکان میں ہے — کیونکہ ان کے پردادا مغلیہ خاندان کے ریاستی حکمران تھے — ہو سکتا ہے، انھوں نے وہاں خزانہ دفن کیا ہو، اس حویلی میں خزانہ اس لیے نہیں ہو سکتا — کہ یہ تو ان کے والد نے خود خریدی تھی — اس طرح یہ لوگ آبائی مکان تک بھی گئے، لیکن نامعلوم آدمی نے انھیں جو نقشہ دیا تھا — وہ اس حویلی کا ہی تھا — لہٰذا انھیں پھر حویلی کا رخ کرنا پڑا اور آخر کار نقشے کے مطابق حویلی کے ہال کے فرش کی کھدائی شروع ہو گئی، لیکن اس جگہ سے نکلا ایک انسانی ڈھانچہ — جس کو تابوت میں بند کیا گیا تھا اس وقت سرفراز خیالی چلا اٹھے کہ یہ تو ان کے چچا کا ڈھانچہ — جو دس سال پہلے گم ہو گئے تھے — گویا دس سال پہلے انھیں قتل کر کے یہاں دفن کر دیا گیا تھا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

ایک ہل چل مچ گئی — دس سال پہلے کا معاملہ پھر سے زندہ ہو گیا — مجھے بھی حرکت میں آنا پڑا — کیونکہ اتنا عرصہ پہلے ہونے والی واردات کا سُراغ لگانا آسان کام نہیں ہوتا — ثبوت حاصل کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے — اب سب سے پہلے خیال اس آدمی کی طرف گیا، جس نے رستم علی کو خزانہ نکالنے کے لیے بھیجا تھا — رستم علی کے ساتھ جب ہم اس مکان میں گئے تو وہاں اس کی لاش ملی — اس غریب کو کسی نے قتل کر دیا تھا — رستم علی خوف زدہ ہو گئے — اس وقت ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مقتول کون ہے — اس کی جیب سے ایک گھڑی کی رسید، دوسرے پر حساب کتاب، تیسرے پر نقشہ سا بنا ہوا تھا — ایک اور کاغذ ملا — اس پر نیلا ستارہ بنا ہوا تھا — یہ چیزیں قابو میں کر لی گئیں اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا — اس غریب کو خنجر مار کر ہلاک کیا گیا تھا —

کیس میں مزید اُلجھن اور پیچیدگی پیدا ہو گئی — ہمیں تفتیش کے میدان میں مکمل طور پر اُترنا پڑا — سرفراز خیالی سے جب دس سال پہلے کے حالات پوچھے گئے

تو یہ بات معلوم ہو گئی کہ جن دو دنوں میں دعوت میں شرکت کی گئی — ان ہی میں یہ واردات بھی کی گئی تھی — اور پھر گڑھا کھود کر لاش کو دفن بھی کیا گیا تھا، پھر فرش کو بالکل ویسا ہی کر دیا گیا تھا — ایک عجیب بات یہ سامنے آئی کہ قاتل کی لاش کو آخر تابوت میں کیوں بند کیا تھا — اور دوسرے یہ کہ تابوت میں سے ایک عدد بالوں کی پن بھی ملی تھی — یہ دونوں باتیں اشارہ کر رہی تھیں کہ مُجرم سرفراز خیالی ہے — بلکہ ان کی بیوی بھی شریکِ جُرم ہے — ورنہ بالوں کی پن کا تابوت میں کیا کام — اور پھر قتل کی سب سے بڑی اور نمایاں وجہ بھی انھیں کے پاس تھی — چچا کے حصّے پر قبضہ کرنا — تفتیش کرنے پر یہ بھی پتا چل گیا کہ ان کے حصّے کی رقوم بنکوں سے نکلوا لی گئی ہیں اور زمینیں فروخت کر دی گئی ہیں — اور یہ کام دس سال کے دوران نہایت اطمینان سے کیا گیا ہے — اب ظاہر ہے — اگر یہ کام سرفراز خیالی اور ان کی بیگم کا نہ ہوتا تو دولت اور جائیداد کے غبن پر یہ دونوں خاموش کیوں رہتے — قتل کے بعد انھیں جو افسوس اور رنج ہوا، اس میں کچھ کمی کرنے کے لیے انھوں نے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

لاش کو تابوت میں بند کر کے دفن کیا ۔ تاکہ ضمیر کی آواز انھیں زیادہ نہ ستائے ۔ کیا خیال ہے مسٹر سرفراز خیالی؟"
انسپکٹر جمشید نے آخری جملہ بہت طنزیہ انداز میں کہا۔
"نہیں نہیں ۔ یہ جُرم ہم نے ہرگز نہیں کیا"۔ اس نے چلّا کر کہا ۔

کمرے میں مَوت کا سناٹا طاری ہوگیا ۔ صرف سانس لینے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں ۔ اور سب کی خوف زدہ نظریں سرفراز خیالی پر جمی تھیں ۔ آخر اس کے لب ہلے ۔

اس نے کہا تھا

"بات یہی ہے کہ میں نے یا میری بیوی نے یہ جُرم نہیں کیا ، ہمارے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ چچا کو قتل کر دیا گیا تھا ، ہم تو انھیں لاپتا ہی خیال کرتے رہے۔"
"تب پھر دس سال تک آپ نے ان کے بنک کے اکاؤنٹ کو چیک کیوں نہ کیا اور زمینوں کو کیوں نہ چیک کیا"۔ انھوں نے کہا۔
"م ۔ میں ۔ میں نے اور میری بیوی نے چیک کیا تھا"۔ اس نے گھبرا کر کہا۔
"اور اس کے باوجود آپ خاموش رہے ۔ آپ نے پولیس میں کوئی رپورٹ نہ کرائی کہ پُر اسرار طریقے سے یہ گڑبڑ ہو رہی ہے۔"
"نہیں ! میں نے پولیس میں کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی ۔ اس کی ایک وجہ ہے ۔ اور اب میں وہ وجہ بتانے

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ۔ مجھے کسی نامعلوم آدمی نے فون پر بتایا تھا ۔ کہ میں چچا کے انتظار میں نہ رہوں اور نہ حسابات کی ٹوہ میں رہوں ۔ اس لیے کہ چچا سے ایک قتل ہو گیا تھا جس کی بنا پر وہ روپوش ہو گئے ہیں ۔ اور جب تک وہ روپوش ہیں ، پولیس سے بچے ہوئے ہیں ۔ اگر سامنے آ گئے تو انھیں گرفتار کر لیا جائے گا اور پھانسی کی سزا سنا دی جائے گی ۔ میں یہ سن کر کانپ گیا اور اس راز کو سینے میں دفن کر لیا ۔ میں یہی خیال کرتا رہا کہ ضرورت کے مطابق اپنی دولت وہ خود نکلوا رہے ہیں ۔ اور جب زمینوں کے بارے میں پتا چلا تو اس وقت میں نے یہ خیال کیا کہ چچا اب اس ملک سے ہی فرار ہو رہے ہیں ۔ میں نے یہ خیال کر کے اور سکون محسوس کیا ۔ اس طرح چچا اور محفوظ ہو جاتے ۔ یہ تھی وجہ کہ میں نے پولیس کو کوئی اطلاع نہیں دی تھی ۔ افسوس ! مجھے دھوکا دیا گیا ۔ یہ تو ان کے قاتل کی کارستانی تھی۔"

"اور وہ قاتل آپ خود ہیں ، یہ سارا ڈراما تھا ۔ جو رچایا گیا ۔"

"نن ۔ نہیں ۔ نہیں ۔"

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ جرم آپ نے

نہیں کیا۔"

"میں اور میری بیوی دونوں دنوں کے دوران نواب سراج صاحب کی دعوت میں شریک رہے ہیں اور دونوں راتوں کو بھی ہم ان کے ساتھ رہے ہیں ۔ سونا تو ہمیں نصیب ہوا ہی نہیں تھا ۔ اس بات کے گواہ نواب سراج ہیں۔"

"ہاں جناب ! یہ بالکل ٹھیک ہے۔"

"ابھی آپ گواہی نہ دیں ۔ جب آپ سے مانگی جائے ، اس وقت دیں۔" انھوں نے برا سا منہ بنایا۔

"جی بہتر!" انھوں نے جلدی سے کہا۔

"ہاں تو مسٹر سرفراز ! آپ کے پاس اپنی بے گناہی کا ثبوت صرف یہ ہے کہ آپ دعوت میں شریک تھے ، لیکن اگر میں یہ کہوں کہ نواب سراج آپ کے دوست ہیں اور آپ کو بچانے کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں تو؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ آپ مجھ پر سراسر الزام لگا رہے ہیں جناب۔" سرفراز خیالی نے جھلا کر کہا۔

"ابھی میں نے کسی پر الزام نہیں لگایا ، صرف یہ بتا رہا ہوں کہ کیا کچھ ہو سکتا ہے اور کیا کچھ نہیں ہو سکتا ۔ یہ بعد میں بتاؤں گا کہ دراصل ہوا کیا ہے ۔ لہٰذا آپ ناراض

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

ناہوں۔ انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"اچھی بات ہے ۔ آپ کہیے ۔ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"اس کیس میں سب سے مضبوط وجہ سرفراز خیالی کے پاس ہی ہے ۔ ان کے علاوہ کسی کو بھی بیدار خیالی کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ ان پر شک کرنے کے لیے بالوں کی پن بھی ایک چیز ہے ۔ لاش کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا بھی بہت اہم ہے ۔ اور دس سال کے اندر آہستہ آہستہ ساری دولت اپنی دولت میں شامل کر لینا ان کے لیے بہت آسان کام تھا۔"

"اُف مالک! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ میں نے اپنے چچا کی دولت ہڑپ کی ہے ۔ تو پھر میرے حسابات چیک کر لیں۔" سرفراز خیالی نے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ دولت آپ نے خفیہ بنکوں میں رکھ دی ہو گی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر آپ ہی بتائیں ۔ میں اپنی بے گناہی کس طرح ثابت کروں۔"

"یہ میرا نہیں ۔ آپ کا مسئلہ ہے ۔ ہاں تو حاضرین! آگے سنیے ۔ ہم تفتیش کے لیے جب دوسرے شہر گئے تو نواب سراج کے بعد خاور مرزا سے ملاقات

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

کا پروگرام بنایا ۔ لیکن نواب سراج سے ملاقات ہو سکی اور نہ خاور مرزا سے ۔ خاور مرزا کے گھر والوں نے بتایا کہ وُہ دارالحکومت گئے ہیں اور وہاں اپنے دوست ساگر رومی کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ، ان کا حُلیہ اور پتا بھی میں نے معلوم کیا ۔ حلیہ سُن کر ہمیں حیرت سی ہوئی ، کیونکہ وہ حلیہ اس مقتول سے ملتا جلتا تھا ۔ جس کی لاش ہمیں ملی تھی؛ چنانچہ شناخت کرائی گئی تو لاش خاور مرزا کی ثابت ہو گئی ۔ خاور مرزا کی بیٹی سے بیدار خیالی شادی کرنا چاہتے تھے ۔ خاور مرزا کی لاش دیکھ کر رستم علی گڑبڑا گئے اور اس وقت انھوں نے بتایا کہ دراصل وہ خاور مرزا کے ساتھی ہیں اور انھی کی ہدایت پر وہ خزانے کی بات لے کر محمود، فاروق اور فرزانہ کے پاس گئے تھے اور یہ کہ وُہ خاور مرزا کے پُرانے دوست ہیں ۔ خاور مرزا دس سال سے یہ راز جاننے کے چکر میں تھے کہ آخر بیدار خیالی کہاں غائب ہو گئے ۔ وہ بھی دراصل اپنی بہن کی شادی بیدار خیالی سے کرنا چاہتے تھے ۔ انھیں بہت پسند کرتے تھے ، لیکن وُہ غائب ہو گئے تو بہت

پریشان ہوئے — ان کا خیال یہ تھا کہ وہ خود غائب نہیں ہوئے، انھیں غائب کیا گیا ہے — اس سلسلے میں وہ معلومات حاصل کرتے رہے، کرتے رہے — یہاں تک کہ انھوں نے یہ بات معلوم کر لی کہ خاور مرزا کو قتل کر کے حویلی میں دفن کیا گیا ہے — یہ راز انھوں نے کس طرح معلوم کیا — ہم ابھی تک نہیں جان سکے — لیکن ہم بہت جلد یہ بات بھی معلوم کر لیں گے، ان شاء اللہ — لیکن اِدھر انھوں نے راز معلوم کیا — اُدھر انھیں قتل کر دیا گیا — اس سارے معاملے میں تیمور مراد ایسے شخص ہیں — جن کی طرف ہمارا شبہ ایک بار بھی نہیں گیا — اور اس خیال کے آتے ہی میں نے غور کرنا شروع کیا — ان کے پاس قتل کی ایک وجہ موجود تھی۔"

"جی — کیا مطلب؟" تیمور مراد اُچھل پڑے۔

"جی ہاں! آپ کی بیٹی سرفراز خیالی کی بیوی ہیں — آپ نے سوچا، اگر بیدار خیالی کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو اس کی دولت آپ کی بیٹی اور داماد کی ہو جائے گی — لہٰذا جب یہ دونوں دعوت میں شریک ہوئے تو تیمور مراد نے موقع غنیمت جانا اور بے چارے

بیدار خیالی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا — تابوت میں بند اس لیے کیا کہ خیال فوراً سرفراز خیالی کی طرف جائے — اس خیال کو مزید پختہ کرنے کے لیے بالوں کی ایک پن بھی تابوت میں ڈال دی اور یہ سب اس خیال سے کیا کہ کیا خبر — کبھی لاش کی تلاش میں اس جگہ کی کھدائی کر ہی لی جائے اور اتفاق کی بات کہ ایسا ہو گیا — اور ہم واقعی سرفراز خیالی پر شک کرتے رہے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"تت — تت تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجرم تیمور مراد ہیں۔" اکرام ہکلایا۔

"اصل سوال ہے ثبوت کا — قتل کرنے کی وجہ ان کے پاس بھی ہے — ابھی تک تو میں نے یہ بیان کیا ہے — اب یہاں رہ گئے صرف ساگر رومی — کیس سے ان کا بھی بہت گہرا تعلق ثابت ہو گیا ہے — پہلے اتنا گہرا نظر نہیں آیا تھا — پہلے تو ہم نے صرف یہ خیال کیا تھا کہ یہ خاور مرزا کے دوست ہیں اور بس — دوست دوست کے گھر آ کر ٹھہرا ہی کرتے ہیں — لیکن یہ بیگم سرفراز کے دور کے چچا زاد

malikji @www. urdufanz.com 16-Jul-14

بھائی بھی ہیں اور ان کا اس جگہ بہت آنا جانا ہے، بلکہ مزید معلومات حاصل کرنے پر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ مقتول کے گہرے دوست بھی بنے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ بہت وقت گزارا کرتے تھے۔ لہٰذا ان پر بھی شک کیا جا سکتا ہے۔"

"لیکن کیوں — وجہ بھی تو ہونی چاہیے۔" ساگر رومی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"وجہ — ہاں وجہ یہی دولت حاصل کرنے کی خواہش جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، قاتل نے ان دس سالوں کے دوران بیدار خیالی کی دولت اور جائیداد پر پوری طرح ہاتھ صاف کر دیا ہے۔"

"اُف توبہ — آپ نے تو مجھے بھی قاتل بنا دیا۔" ساگر رومی کانپ کر بولا۔

"میں نے دراصل امکانات پیش کیے ہیں کہ اس کیس سے متعلق کون کون آدمی قاتل ہو سکتا ہے اور کیوں — اب ہمارے لیے مشکل مسئلہ تھا ثبوت حاصل کرنے کا — دس سال پہلے ہونے والی واردات کا ثبوت حاصل کرنا بہت مشکل کام ہوتا ہے — لیکن قاتل نے خاور مرزا کو بھی قتل کر ڈالا — اور

اس طرح ہمیں اس کے خلاف ثبوت مل گیا — مقتول کی جیب سے ہمیں گھڑی کی ایک رسید ملی تھی — ایک کاغذ ملا جس پر حساب کتاب لکھا تھا، ایک اور کاغذ تھا جس پر نقشہ بنا ہوا تھا — اور یہ نقشہ اس نقشے کی دوسری کاپی تھا جو اس نے رستم علی کو دیا تھا — ایک کاغذ پر نیلا ستارہ بنا ہوا تھا، نیلا ستارہ پین سے بہت جلدی میں بنایا گیا تھا — گویا خاور مرزا نے قاتل کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور فرار کا کوئی راستا تھا نہیں — جب اس نے دیکھا — قاتل سر پر آ گیا اور یہ جان لیے بغیر مانے گا نہیں — تو اس نے آخری چارہ جوئی کے طور پر اپنی جیب سے کاغذ نکالا اور اپنے قلم سے اس پر نیلا ستارہ بنا دیا — اور کاغذ کو پھر جیب میں رکھ لیا — اتنے میں قاتل اندر داخل ہو گیا — یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے دروازہ کھولا ہی کیوں؟ بند کیوں نہ رہنے دیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ دروازہ کھلا ہوا تھا — اس وقت تک خاور مرزا کو معلوم نہیں تھا کہ قاتل کس ارادے سے آیا ہے — وہ تو اس خیال میں تھا

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

کہ بس ملنے آیا ہوگا ، لیکن اندر داخل ہوتے ہی قاتل نے خنجر نکال لیا — خنجر کی چمک خاور مرزا نے دیکھ لی اور اس کے ذہن میں بجلی سی کوند گئی، یہ اسے قتل کرنے آیا ہے — ایسے میں اس کے حواس نہ جانے کس طرح قائم رہ گئے کہ وہ نیلا ستارہ بنانے میں کامیاب ہوگیا — اس نیلے ستارے نے ہمیں دراصل قاتل تک پہنچایا — تفتیش کے دوران ہم میں سے ایک نے کسی جگہ نیلا ستارہ دیکھا تھا — لہٰذا فوراً خیال دوڑایا گیا کہ نیلا ستارہ کہاں دیکھا تھا اور جب ہمیں معلوم ہوگیا تو پھر ہم نے اس شخص کی نگرانی کی — اس کی حرکات اور سکنات کا جائزہ لیا — اس کے قاتل ہونے کے امکانات کا جائزہ لیا — اور پھر بنک مینجروں سے حلیہ معلوم کیا ، اس شخص کا جس نے چیک کیش کرائے تھے — یا جس نے زمینوں کا سودا کیا تھا — ان سب نے جب ایک ہی حلیہ بتایا — اور اس ایک کے گھر میں جب نیلا ستارہ نظر آیا تو اس میں کوئی شک نہ رہ گیا کہ قاتل وہی ہے — لیکن ہم نے سوچا — ابھی کچھ مزید ثبوت بھی حاصل کر لیا جائے — لہٰذا

ہم نے وہ خنجر تلاش کر لیا جس کے ذریعے خاور مرزا کو موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا — اس خنجر کے سلسلے میں قاتل کوئی احتیاط نہ کر سکا — یہاں اس سے بہت زبردست لاپروائی ہوئی — اس نے خنجر اس مکان کے پچھلی طرف درختوں کے جھنڈ میں پھینک دیا ، وہاں بہت لمبی گھاس بھی اگی ہوئی تھی — شاید اس لمبی گھاس کی وجہ سے ہی اس نے یہ لاپروائی کی تھی — کہ کون خنجر گھاس میں تلاش کرنے کی زحمت کرے گا ، لیکن ہم لوگ محنت سے جی چرانے والوں میں سے نہیں — لہٰذا خنجر ڈھونڈ نکالا — اس پر قاتل کی انگلیوں کے نشانات بھی مل گئے — اور ہمیں کوئی شک نہ رہ گیا کہ قاتل کون ہے"۔

اتنا کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہوگئے۔

"تو پھر بتائیں نا — قاتل کون ہے"؟ سرفراز خیالی نے بے چین ہو کر کہا۔

"کمال ہے — ابھی تک آپ نہیں سمجھے — کیا آپ اب بھی انکار کرتے ہیں کہ یہ کام آپ کا نہیں ہے"۔

"نہیں — بالکل نہیں"۔ سرفراز خیالی نے چلا کر کہا۔

اس خنجر کی موجودگی میں — جس پر انگلیوں کے نشانات

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — اللہ سے ڈریں — کیا آپ اسی طرح لوگوں کو مجرم ثابت کرتے رہے ہیں؟" اس نے چلّا کر کہا۔

"ہاں بالکل — اسی طرح کرتا رہا ہوں — کیا میں غلط کرتا رہا ہوں؟"

"بالکل غلط کرتے رہے ہیں — اس لیے کہ اس جرم سے میرا دُور کا بھی واسطہ نہیں اور آپ مجھے مجرم بنائے دے رہے ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں، اس جرم سے آپ کا دُور کا بھی واسطہ نہیں — یہ جرم تو دراصل نواب سراج کا ہے اور ان سے اصل غلطی خنجر گھاس میں پھینکنے کی ہوئی۔"

"بالکل غلط — میں جانتا تک نہیں کہ یہ واردات کس مکان میں ہوئی۔" نواب سراج نے بلند آواز میں کہا۔

"اور مسٹر تیمور مراد آپ کیا کہتے ہیں — آپ کو خنجر گھاس میں پھینکنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"آپ شاید دن میں خواب دیکھتے رہتے ہیں — جس خنجر کا آپ ذکر کر رہے ہیں، آپ اس پر میری اُنگلیوں کے نشانات ثابت نہیں کر سکتے۔"

"بہت خوب — مسٹر ساگر رومی آپ کیا کہتے ہیں؟"

"وُہ خنجر کہاں ہے — دکھائیے۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو آپ کو معلوم ہے — خنجر ہمارے پاس ہی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اچانک کہا۔

"کک — کیا مطلب؟ ساگر رومی زور سے اُچھلا

"کیا مطلب؟" باقی لوگ حیران رہ گئے

"جی ہاں! مسٹر ساگر رومی درست کہتے ہیں — ہمیں گھاس سے کوئی خنجر نہیں ملا۔"

"جی — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"اور میں کیا کہوں — اس کے سوا میں اور کہہ بھی کیا سکتا ہوں — ہم اس خنجر کو واقعی تلاش نہیں کر سکے لیکن اب مسٹر ساگر رومی ہمیں خود بتائیں گے کہ انھوں نے خنجر کہاں پر چھپایا ہے۔"

"اُف مالک — یہ ہم کیا سُن رہے ہیں۔"

"خبردار — کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے ساگر رومی غرّایا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پستول تھا۔

"یہ بھی ہونا تھا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"بھئی ہونے کو اس دُنیا میں کیا نہیں ہو سکتا

malikji@www.urdufanz.com 16-Jul-14

" ہاتھ اوپر اٹھا دو — ورنہ مجھے کیا فرق پڑ جائے گا، جہاں دو قتل کر چکا ہوں، وہاں چند اور کر دوں گا۔"

" ارے ارے، یہ آپ کیا کر رہے ہیں — آپ کیوں ہونے لگے قاتل — ہم تو مذاق کر رہے تھے — پستول جیب میں رکھ لیں — آپ ہرگز ہرگز قاتل نہیں ہیں — آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" فاروق بولا۔

" دماغ تو نہیں چل گیا فاروق۔" محمود نے اسے گھورا۔

" پستول کی نال دراصل اس وقت بالکل میری طرف ہے۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

" اوہ! تو یہ بات ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

" تم لوگوں کا دماغ تو نہیں چل گیا — باتیں کیے جا رہے ہو — میں نے کہا ہے — ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

" ایسے موقعوں پر ہم یہی کچھ کرتے ہیں — اسی لیے تو مجرم لوگ ہمیں پسند نہیں کرتے — ویسے آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمیں ضرور پسند کریں — آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

" ہائیں ہائیں فاروق — کیا آج اوٹ پٹانگ باتوں کا ریکارڈ توڑ کر رہو گے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

" ارے تو کیا تم خرید چکے ہو۔" فاروق کے لہجے میں بلا

malikji @www. urdufanz.com 16-Jul-14

کی حیرت تھی۔

" کک — کیا؟" محمود گڑبڑا گیا۔

" بھئی اوٹ پٹانگ باتوں کا ریکارڈ — اور کیا۔"

" دھت تیرے کی۔"

" اچھا تو پھر میں گولی چلانے لگا ہوں۔"

" نہ نہ بھئی — ایسا نہ کرنا۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

" ہاتھ اوپر اٹھا دو — اس کے بعد میں جو کہوں، وہ کرو — ورنہ میں سب کو بھون کر رکھ دوں گا۔"

" بھئی ایک ایک گولی سے تو ہم بھننے سے رہے۔"

" ابھی میرے پاس بہت گولیاں ہیں۔" اس نے کہا۔

" اچھا بس — اب ڈراما ختم — تمہارا پستول بالکل خالی ہے، ہم ہاتھ اٹھائیں تو کیسے؟"

" ہائیں کیا کہا؟" وہ دھک سے رہ گیا۔

" ہاں! وہی کہا جو ہم ایسے موقعوں پر کہا کرتے ہیں۔"

اس نے گھبرا کر پستول کھول ڈالا — اس میں واقعی کوئی گولی نہیں تھی — پھر جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا — جیب بھی خالی تھی —

" اب کیا خیال ہے؟ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

" وہی جو اس نے کہا تھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز

میں کہا۔

"وہی ہوا جو اس نے کہا تھا، یہ کیا بات ہوئی؟"

"اس نے کہا تھا — وہ لوگ پستول کی گولیاں نکال لیں گے اور مجھے پتا تک نہیں چلے گا — جب کہ گولیاں بھی پار کر ڈالیں گے اور مجھے کانوں کان خبر تک نہیں ہو گی۔"

"لیکن یہ بات کس نے کہی تھی اور اگر پہلے ہی خبردار ہو گئے تھے تو تم نے احتیاط کیوں نہ کی؟"

"اس نے یہی کہا تھا کہ کوئی احتیاط نہیں کرنی — وہ اڑاتے ہیں اور مجھے پتا چل جاتا ہے تو بھی خاموش رہنا ہے اور اگر نہیں پتا چلتا تو بعد میں پتا چل جائے گا۔"

"بھئی کیا پتا پتا لگا رکھی ہے — آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو اور تم کس کی باتیں کر رہے ہو، تم سے یہ باتیں کس نے کہی تھیں؟"

"میرے استاد نے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب — استاد نے؟"

"ہاں! اس نے اس کام کے مجھے صرف پچاس ہزار روپے دیے ہیں — جب کہ اس کے بدلے میں مجھے صرف ایک دو ماہ جیل میں رہنا ہو گا۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید اُچھل پڑے — ان کی آنکھیں حیرت

سے پھیل گئیں۔

"مطلب اس کاغذ پر پڑھ لیں۔"

اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا — انسپکٹر جمشید نے کاغذ لیا اور آواز سے پڑھنے لگے:

"ڈیر انسپکٹر جمشید!

آپ کو یہ الفاظ پڑھتے وقت غصہ تو بہت آ رہا ہو گا، کیونکہ آپ کو ایک فی صد بھی امید نہیں ہو گی کہ عین آخری لمحے آپ کو غچہ دے جاؤں گا — یہ چوٹ آپ کو شاید زندگی بھر یاد رہے گی۔

ساگر رومی۔"

انھوں نے خط پڑھا — ایک نظر نقلی ساگر رومی پر ڈالی اور بولے:

"لیکن تم کون ہو؟"

"میں نومی بگڑ ہوں — ایک معمولی جرائم پیشہ — ہلکی پھلکی سی واردا تیں کرنے والا — لیکن پھر مجھے ساگر رومی نے ملازم رکھ لیا تھا اور میں نے صرف اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا — اس کی آخری ہدایت یہ تھی — کہ میں اس کی جگہ یہاں آؤں، اپنا میک اَپ اس نے مجھ پر پہلے ہی کر دیا تھا — وہ نہ صرف دستخطوں کا ماہر ہے،

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

بلکہ میک اَپ کا بھی ماہر ہے۔ کسی آدمی کے دستخط ایک نظر دیکھ لیتا ہے تو اس کی ہو بہو نقل کر دیتا ہے۔ اور میک اَپ میں تو اس کی مہارت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔"

"ہُوں۔ جیل جانا منظور کر لیا تم نے۔ صرف پچاس ہزار کے لیے۔"

"اتنے سے کام کے لیے۔ عدالت مجھے بھلا کتنی سزا دے سکتی ہے؟"

"تم زبردست بھول میں ہو۔ تم نے دو آدمیوں کے قاتل کو فرار ہونے میں مدد دی ہے۔ عدالت تمھیں کئی سال کے لیے جیل بھیجے گی۔ اور تم ان پچاس ہزار سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔"

"بھلا کیوں نہ اٹھا سکوں گا۔"

"اس لیے کہ حکومت ان پر بھی قبضہ کرے گی۔"

"وُہ کسی کو ملیں گے تب نا۔ وُہ تو میں نے ایسی جگہ رکھے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہو گی۔"

"میں جانتا ہوں۔ تم نے وہ رقم اس گڑھے میں رکھی ہے۔ جس میں سے بیدار خیالی کا ڈھانچہ نکلا تھا۔"

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"صرف اپنے اندازے کی بنیاد پر۔"

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔"

"اب میری کہانی بھی سُن لو۔ جب سے میں نے یہاں اجلاس بلانے کا پروگرام بنایا تھا۔ کیس سے متعلق ہر آدمی کی نگرانی کی جا رہی تھی۔ لہٰذا ساگر رومی کے گھر کی بھی نگرانی کی جا رہی تھی اور ہر گھر کی دو آدمی نگرانی کر رہے تھے۔ ہر ایک کو ہدایت یہ تھی کہ جب وہ شخص گھر سے نکل کر اجلاس میں شرکت کے لیے روانہ ہو تو صرف ایک اس کا تعاقب کرے۔ تاکہ اگر وہ راستے میں کہیں اور جائے تو اس کی بھی تفصیل معلوم ہو جائے۔ یا کوئی اور کام کرے تو اس کی رپورٹ بھی مل جائے؛ چنانچہ وقت مقررہ پر سب لوگ اپنے گھروں سے نکل کر سرفراز خیالی صاحب کی حویلی کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر ایک کی نگرانی کی گئی۔ اور ایک ایک آدمی ان کے گھروں پر بدستور نگرانی کرتا رہا۔ اب ذرا سوچو۔ نقلی ساگر رومی جب گھر سے نکلا تو اس کی نگرانی ایک نے کی۔ دُوسرا نگران وہیں رہ گیا۔ تو کیا جب وہاں سے اصلی ساگر رومی نکلا ہو گا تو کیا اس کی نگرانی نہیں کی گئی ہو گی۔"

"اوہ! اوہ!" ان سب کے منہ سے نکلا۔

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14

"تو تمہاری آخری چال ناکام ہو گئی۔"

ہاں! اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

بات دراصل یہ ہے میاں — کہ جرم چھپ نہیں سکتا۔ اور مجرم سزا سے کبھی بچ نہیں سکتا۔ اگر یہ بات ہر آدمی سوچ لے تو...

"تو جرائم نہ ہوں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں۔ بھئی واہ۔ کتنا مزہ آئے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔" محمود نے منہ بنایا۔

کیا کہا۔ تم نے۔ تم نے مجھے بلی کہا۔" فاروق اس پر جھپٹ پڑا اور درمیان میں فرزانہ آ گئی۔ دونوں دھڑام سے گرے۔ محمود دور کھڑا ہنس رہا تھا۔

"کیوں بھئی، اب خاموش کیوں ہو گئے؟"

"یہ بات تو ساگر رومی نے شاید خواب میں بھی نہ سوچی ہو گی۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔ انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے ریسیور اٹھایا اور بات کرنے لگے۔ پھر ریسیور رکھ کر بولے:

"لیجیے رپورٹ مل گئی ہے۔ کہ وہ کہاں ہے۔"

"جی۔ آپ کا مطلب ہے۔ ساگر رومی۔"

"ہاں! اپنے گھر سے نکل کر وہ سیدھا ایر پورٹ پر گیا تھا، لیکن سادہ لباس والے کے اشارے پر اسے ایر پورٹ کی پولیس نے اپنے پاس بٹھا لیا پھر اس نے ہمیں بتایا کہ وہ شخص سفر نہ کرنے پائے۔ لہٰذا اب وہ ایر پورٹ پر تھا۔ اب میری ہدایت پر اسے یہاں لایا جا رہا ہے۔ کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا، پھر اصلی مجرم آپ کے سامنے ہو گا۔"

"اُف مالک!" سرفراز خیالی کے منہ سے نکلا۔

"آپ بال بال بچے۔ ورنہ آپ کو پھنسانے کا منصوبہ مکمل طور پر تیار کر لیا گیا تھا۔"

"ہوں! اللہ کا شکر ہے۔"

اور پھر آدھ گھنٹے بعد سادہ لباس والے ساگر رومی کو لیے اندر داخل ہوئے۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا:

malikji @www.urdufanz.com 16-Jul-14